عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

قیمت ۱۰ روپے

جلد:۳۲ | ۹ تا ۱۵ / ذوالقعدہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲ / ستمبر ۲۰۱۳ء | شمارہ:۳۵

حج کے دوران ان غلطیوں سے بچیے

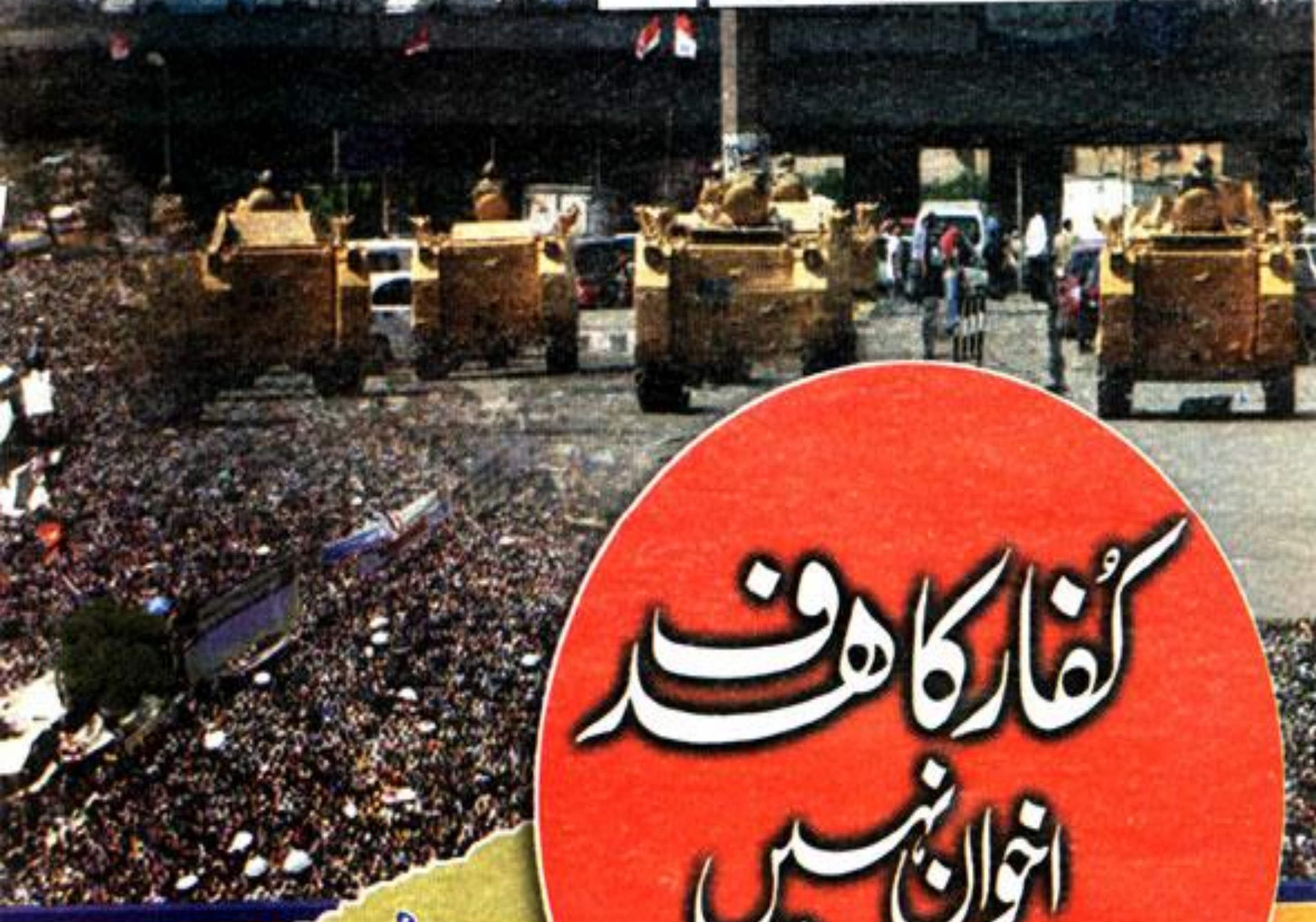

کفار کا ہدف اخوان نہیں اسلام ہے

حرمتِ نبوت و رسالت کا تحفظ

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

Email: editorkn@yahoo.com

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

فاسق وفاجر کی تعریف

ابوحسن، کراچی

س:...... فاسق وفاجر کے کیا معنی ہوتے ہیں؟

ج:...... شریعت کی اصطلاح میں فاسق اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مسلمان ہونے کے باوجود دین پر عمل نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں ملوث رہتا ہے۔ شریعت کے بعض احکام یا تمام احکام چھوڑے، دونوں صورتوں میں وہ فاسق ہی کہلائے گا اور فاجر وہ شخص ہے جو خلاف شرع کاموں میں مبتلا ہو اور توبہ نہ کرے یہ سوچ کر کہ ابھی توبہ کی کیا ضرورت ہے بعد میں کرلوں گا، ابھی یہ گناہ کرلوں یا وہ گناہ کرلوں پھر توبہ کروں گا، جب کہ شریعت کا حکم یہ ہے کہ ایک مسلمان ہروقت گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرے اور اگر کبھی غلطی سے یا جان بوجھ کر گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ واستغفار کرکے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے۔

تالیاں بجانا اسلام میں کیسا ہے؟

س:...... تالیاں بجانا اسلام میں کیسا ہے؟ کسی تقریب میں یا فنکشن میں یا بچوں کا اسکول وغیرہ میں اسی طرح شادی بیاہ کے موقع پر تالیاں بجانا درست ہے؟ اسی طرح ناچنا گانا میوزک سننا، کیا مسلمانوں کے لئے جائز ہے؟

ج:...... تالیاں بجانا کفار اور فساق کا طریقہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو غیروں کی مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، یہ فضول رسم اور غیر مناسب حرکت چھوڑ دینی چاہئے اور ناچنا میوزک سننا حرام ہے۔ اس کے بارے میں حدیث میں سخت وعید آئی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”گانے کی محبت دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتی ہے جس طرح پانی سبزہ اگاتا ہے۔“ (درمنثور، ص:۱۰۹، ج:۵) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس امت میں بھی زمین میں دھنسنے، صورتیں مسخ ہونے اور پتھروں کی بارش کے واقعات ہوں گے۔ اس پر ایک صحابیؓ مرد نے پوچھا کہ اللہ کے رسول! یہ کب ہوگا؟ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب گانے والی عورتوں اور باجوں کا عام رواج ہوگا اور کثرت سے شرابیں پی جائیں گی۔ (ترمذی، ص:۴۴، ج:۲) اسی طرح ناچنا بھی جائز نہیں ہے، خواہ میوزک کے ساتھ ہو یا بغیر میوزک کے، بچے ہوں، خواہ بڑے، کسی کے لئے بھی جائز نہیں۔

ریڈیو پر لڑکیوں کا گانے کی فرمائش کرنا

س:...... کیا مسلمان لڑکیوں کا ایف ایم ریڈیو پر فون کرکے گانا سننے کی فرمائش کرنا اور وہاں کام کرنے والے لڑکوں کو سلام کرنا اور ان سے محبت کا اظہار کرنا یا اپنے کسی دوست کے لئے محبت کا اظہار کرنا جائز ہے؟

ج:...... یہ سارے کام نا صرف یہ کہ ناجائز ہیں بلکہ بے شرمی اور بے غیرتی پر دلالت کرتے ہیں۔ شرم وحیاء جو ایک مسلمان عورت کا زیور ہے یہ اسے چھیننے کی ایک سازش ہے۔ اس لئے مسلمان بچیوں کو ہوشیار رہنا چاہئے اور اس بے حیائی والے کام سے دور رہنا چاہئے۔ نوجوان عورت کا فاسق وفاجر مرد کو سلام کرنا یا محبت کا اظہار کرنا جائز نہیں۔ قرآن کریم میں اس کی ممانعت آئی ہے کہ عورتیں ایسے نرم ونازک لہجہ میں غیر مردوں سے بات نہ کریں کہ جس سے ان کے دل میں طمع ولالچ پیدا ہو جو کہ برائی کی طرف لے جانے کا سبب ہے۔

”محمد“ کے نام کے ساتھ درود لکھنا

س:...... کیا ”محمد“ نام کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا ”ص“ لکھنا ضروری ہوتا ہے؟ جبکہ یہ نام مسلمان اپنے لئے بھی رکھتے ہیں، اسی طرح پورا درود لکھنے کے بجائے صرف ”ص“ کا اشارہ کافی ہے؟

ج:...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک جب لکھا جائے تو پورا درود صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہئے، صرف ”ص“ کا اشارہ اور علامت لگانا درست نہیں ہے۔ اگر لفظ محمد کسی اور کے لئے استعمال کریں تو اس پر درود شریف لکھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ اب یہ نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نہیں بلکہ کسی دوسرے شخص کے لئے استعمال ہو رہا ہے تو اب اس کی وہ حیثیت نہیں رہی۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۲ — ۱۵تا۲۹ ذوالقعدہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۶تا۲۲ ستمبر ۲۰۱۳ء — شمارہ:۳۵

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

کفار کا ہدف اخوان نہیں، اسلام ہے!	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
حج کے دوران ان غلطیوں سے بچیے!	۷	مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی
وقت امانت ہے	۱۱	ڈاکٹر عبدالواسع شاکر
.... قادیانی گروہ کی ہٹ دھرمی!	۱۴	مولانا زاہد الراشدی
حضرت مفتی محمودؒ کا قائدانہ کردار!	۱۶	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
غیروں کی گواہی!	۱۸	محمد یاسین
حرمت نبوت و رسالت کا تحفظ....	۲۱	قاری محمد ادریس ہوشیارپوری
مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات (۴)	۲۳	شیخ راحیل احمد، جرمنی
راہِ حق بھولا ہوا مسلمان	۲۵	چوہدری افضل حقؒ
حلقہ میٹرو ول سائٹ کی جماعتی سرگرمیاں	۲۶	ابراہیم حسین عابدی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون بیرونِ ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب،
متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرِ تعاون اندرونِ ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

جنت کے مناظر

اہلِ جنت بھی ہمیشہ رہیں گے اور اہلِ جہنم بھی

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کریں گے، پھر ربّ العالمین ان پر تجلی فرمائیں گے (جیسا ظہور اس کی شان کے لائق ہے) اور کہیں گے کہ: ہر انسان اس چیز کے پیچھے جائے جس کی وہ عبادت کیا کرتا تھا۔ چنانچہ صلیب پرستوں کے سامنے صلیب نمایاں ہوگی، تصویروں کے پجاریوں کے سامنے تصویریں آکھڑی ہوں گی، آتش پرستوں کے سامنے آگ ظاہر ہوگی، پس جو جو لوگ جس جس چیز کی عبادت کیا کرتے تھے وہ اس چیز کے پیچھے چل پڑیں گے، اور مسلمان کھڑے رہ جائیں گے، پس ربّ العالمین ان پر تجلی فرمائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ: تم اور لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں جاتے؟ (مگر یہ تجلی معہود انداز میں نہ ہوگی اس لئے مسلمان اسے پہچان نہ سکیں گے، اور) وہ کہیں گے کہ: ہم تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں! ہم تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں! ہم تو اسی جگہ ٹھہریں گے جب تک کہ اپنے ربّ کو نہیں دیکھ لیتے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو حکم فرمائیں گے اور ان کو ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمائیں گے، پھر ان سے چھپ جائیں گے۔ پھر دوبارہ ان پر تجلی فرمائیں گے اور کہیں گے کہ تم اور لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں جاتے؟ (چونکہ اس بار کی تجلی بھی غیر معہود انداز میں ہوگی اس لئے مسلمان پہچان نہیں سکیں گے اور) وہ کہیں گے کہ: تجھ سے اللہ کی پناہ! تجھ سے اللہ کی پناہ! ہم تو یہیں ٹھہریں گے یہاں تک کہ ہم اپنے ربّ کو دیکھ لیں۔ اور وہ ان کو حکم فرمائیں گے اور ان کو ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمائیں گے۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ہم اللہ ربّ العزت جل شانہٗ کی زیارت کریں گے؟ فرمایا: اور کیا! تم چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں شک کرتے ہو؟ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ نہیں! فرمایا: پھر تم اس وقت حق تعالیٰ شانہٗ کے دیکھنے میں بھی شک نہیں کروگے۔ پھر (دوسری مرتبہ کی تجلی کے بعد حق تعالیٰ شانہٗ) ان سے چھپ جائیں گے، پھر (تیسری مرتبہ) ان پر تجلی فرمائیں گے، پس ان کو اپنی پہچان کرادیں گے (یعنی اس بار تجلی معہود انداز میں ہوگی، جس سے وہ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں گے)۔ پھر فرمائیں گے: میں تمہارا ربّ ہوں! پس میری پیروی کرو۔ اور (جہنم کی پشت پر) پل صراط رکھا جائے گا، پس لوگ اس پر عمدہ تیز رو گھوڑے اور اُونٹ کی رفتار سے گزریں گے (یعنی لوگوں کی رفتار ان کے اعمال کے مطابق تیز اور سست ہوگی، جیسا کہ دُوسری احادیث میں تفصیل ہے) اور پل صراط پر ان کا قول "سَلِّمْ! سَلِّمْ!" ہوگا، (اور دُوسری احادیث میں ہے کہ اس دن سوائے انبیاء علیہم السلام کے کوئی کلام نہیں کرے گا، اور انبیائے کرام علیہم السلام کا قول: "رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ!" ہوگا، یعنی اے ربّ! سلامت رکھ! سلامت رکھ)۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۹)

اور اہلِ دوزخ باقی رہ جائیں گے، پس اہلِ دوزخ میں سے دوزخ کے اندر ایک فوج کو ڈال کر دوزخ سے پوچھا جائے گا کہ: کیا تو بھر بھی گئی یا نہیں؟ اور وہ "هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ؟" پکارے گی، یعنی کچھ اور ہے تو لاؤ! پھر ایک فوج کو ڈال کر پوچھا جائے گا کہ: تو بھر بھی گئی یا نہیں؟ اور وہ بدستور "هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ؟" پکارتی رہے گی، یہاں تک کہ جب تمام دوزخی دوزخ میں ڈال دیئے جائیں گے (اس کے باوجود اس کا "هَلْ مِنْ مَّزِيْدٍ؟" کا مطالبہ بند نہیں ہوگا) تو رحمن اس میں اپنا قدم رکھے گا (اور اس قدم رکھنے کی حقیقت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے) اور جہنم کے بعض حصے بعض کی طرف سمٹ جائیں گے، پھر فرمائے گا: بس کر! وہ بس بس کہنے لگے گی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ اہلِ جنت کو جنت میں اور اہلِ دوزخ کو دوزخ میں داخل کردیں گے (اور دوزخ میں کوئی شخص ایسا نہیں رہے گا جس کو وہاں سے نکال کر جنت میں داخل کرنا منظور ہو، صرف کافر ہی دوزخ میں رہ جائیں گے) تو موت کو گھسیٹتے ہوئے لایا جائے گا، اور اس دیوار پر جو اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کے درمیان ہے، اس کو کھڑا کیا جائے گا، پھر اہلِ جنت کو آواز دی جائے گی تو وہ ڈرتے ہوئے جھانکیں گے، پھر اہلِ دوزخ کو آواز دی جائے گی تو وہ خوش ہوکر شفاعت کی اُمید کرتے ہوئے جھانکیں گے، پھر اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ سے کہا جائے گا کہ: کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ دونوں فریق کہیں گے کہ: جی ہاں! ہم اسے پہچانتے ہیں، یہ وہی موت ہے جو ہم پر مسلط تھی۔ پس اس کو لٹا کر اس دیوار پر ذبح کردیا جائے گا۔ پھر اعلان ہوگا کہ اے اہلِ جنت! تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اب کبھی موت نہیں آئے گی، اور اے اہلِ دوزخ! تمہیں ہمیشہ رہنا ہے اب کبھی موت نہیں ہوگی۔"

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: جب قیامت کا دن ہوگا تو موت کو سفید و سیاہ مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا، پس جنت و دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا اور لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اس کو ذبح کردیا جائے گا، پس اگر کوئی خوشی سے مرسکتا تو اہلِ جنت (اس منظر کو دیکھ کر خوشی سے) مرجاتے، اور اگر کوئی غم کی وجہ سے مرسکتا تو اہلِ دوزخ (اس منظر کو دیکھ کر) مرجاتے۔

مصنف (امام ترمذی رحمہ اللہ) فرماتے ہیں کہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سی احادیث ایسی مروی ہیں جن میں دیدارِ الٰہی کا ذکر ہے کہ لوگ قیامت کے دن اپنے ربّ کی زیارت کریں گے، اور بہت سی احادیث میں قدم اور اس قسم کی اور اشیاء کا ذکر ہے، اہلِ علم ائمہ دین مثلاً: سفیان ثوری، مالک بن انس، سفیان بن عیینہ، عبداللہ بن المبارک اور وکیع وغیرہ رحمہم اللہ کا مذہب ان اُمور میں یہ ہے کہ وہ ان اشیاء کو روایت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ: یہ احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں، ہم ان پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی کیفیت کے درپے نہیں ہوتے۔ اسی مسلک کو محدثین نے اختیار کیا ہے کہ وہ ان اشیاء کو من وعن نقل کرتے ہیں اور ان پر ایمان لایا جاتا ہے اور ان کی تشریح و تفسیر نہیں کی جاتی، ان کی کیفیت کا تصوّر نہیں کیا جاتا، نہ اس کی تفتیش کی جاتی ہے، اور اہلِ علم نے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ ان کو اپنی پہچان کرائیں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان پر (ایسی) تجلی فرمائیں گے (جس کی پہچان ان کو حاصل ہو)۔" (ترمذی ج:۲ ص:۷۹)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

کفار کا ہدف اخوان نہیں، اسلام ہے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفی

مصر میں جاری کشمکش اور کفار ممالک کی اس میں دلچسپی اور تعاون یہ کسی ہمدردی و خیر خواہی کی بنا پر نہیں، نہ ہی جمہوریت پر عمل درآمد کرانے اور عوام کے حقوق کے تحفظ کے لئے یہ سب کچھ ہو رہا ہے بلکہ اُن کا ہدف اور نشانہ صرف اور صرف اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمان ہیں۔ اس لئے کہ اگر ان کو جمہوریت سے محبت ہوتی تو مصر کے آئینی صدر جناب مرسی صاحب جو عوام کے ووٹوں سے ہی برسر اقتدار آئے تھے، ایک بار نہیں بلکہ بار بار الیکشن کرائے گئے، مثلاً: پارلیمنٹ کے ارکان کے انتخابات ہوئے، پھر صدارت کے لئے دو مرحلوں میں انتخابات ہوئے، اس کے بعد جناب مرسی صاحب نے مصر کے آئین میں جب اسلام کی روشنی میں چند آئینی ترامیم کیں تو اسلام سے بغض و حسد رکھنے والے نام نہاد سیکولر عناصر نے واویلا اور شور مچانا شروع کر دیا کہ یہ تو ہماری آزادی پر قدغن لگائی جا رہی ہے۔ مصری عوام ان آئینی اصلاحات کو نہیں مانتے، تو اس کے جواب میں صدر مرسی نے ایک بار پھر اس بات پر ریفرنڈم کرایا کہ آیا ان اسلامی اصلاحات کو مصری عوام قبول کرتی ہے یا نہیں؟ مصری عوام نے ایک بار پھر اس ریفرنڈم میں بھرپور حصہ لیا اور واضح اکثریت کے ساتھ اس بات پر ووٹ دیئے کہ ہمیں یہ اصلاحات منظور ہیں، لیکن ان سیکولر عناصر کے سرپرستوں اور تہذیب مغرب سے مرعوب فوجی افسروں کو یہ بات پسند نہ آئی اور انہوں نے مرسی کی آئینی حکومت کو گرا کر خود اس پر قبضہ کر لیا اور اب یہ بات پھیلائی اور عوام کے ذہنوں میں ڈالی جا رہی ہے کہ ہم مصری آئین سے اسلامی شقیں نکال دیں گے اور اس کے لئے باقاعدہ ایک کمیٹی کا قیام عمل میں آ گیا ہے جو مصر کے نئے دستور سے اسلامی تشخص کے خاتمے کے علاوہ توہین رسالت اور توہین قرآن پر سزاؤں کو بھی ختم کر دے گی۔ افسوس کا مقام یہ ہے کہ اس پچاس رکنی کمیٹی میں قبطی چرچ اور سیکولر جماعتوں کے ساتھ النور جماعت کے نمائندے بھی شامل ہیں جو سلفیت سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ بھی روزنامہ امت کے حوالے سے یہ پوری خبر ملاحظہ فرمالیں:

> ”مصر میں آئین سے اسلامی شقیں خارج کر کے اسے سیکولر سانچے میں ڈھالنے کے لئے آئینی کمیٹی کے قیام کا اعلان کر دیا گیا ہے۔ کمیٹی میں قبطی چرچ کے نمائندوں اور دیگر سیکولر رہنماؤں کے علاوہ سلفی جماعت النور کے نمائندے بھی شامل ہوں گے۔ اس حوالے سے مصری سیکولر پارٹیوں اور عبوری حکومت سمیت فوج نے اس امر پر اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ مصر کے نئے آئین سازی کے حتمی مرحلے پر آئین کے مسودہ کی تیاری اور اس کی منظوری کے لئے بنائی جانے والی کمیٹی میں سیکولر دھڑوں کی بھرپور نمائندگی موجود ہے۔ مصری سرکاری جریدے الاہرام کا کہنا ہے کہ بہت جلد نئے مصری سیکولر آئین کو نافذ کر دیا جائے گا۔ نئے مصری آئین سے معزول صدر محمد مرسی کے دور میں بنائے جانے والے آئین کی اسلامی شقیں خارج کی جا رہی ہیں اور ملک کو اسلامی جمہوریہ کے بجائے ایک سیکولر ریاست کا تشخص دیا جا رہا ہے۔ جب کہ نئے آئین میں توہین رسالت و قرآن پر دی جانے والی سزاؤں کو بھی ختم کیا جائے گا۔ الاہرام کی رپورٹ کے مطابق اخوان المسلمون کی حکومت میں ایک عرصہ تک شامل رہنے والی مصری سلفی جماعت ”النور“ نے بھی نئے سیکولر آئین کی شقوں سے اتفاق کرتے ہوئے آئین ساز کمیٹی میں اپنے دو نمائندے شامل کرنے پر رضامندی ظاہر کر دی ہے۔ اس پر مصری عبوری صدر، عدلی منصور نے مسرت کا اظہار کیا ہے۔ ادھر فیس بک پر جاری کئے جانے والے ایک بیان میں اخوان المسلمون کے ترجمان نے آئین ساز کمیٹی میں سیکولر اراکین کی بھرمار اور آئین سے اسلامی شقوں کے خاتمے کی شدید مذمت کی ہے۔ اخوان ترجمان کا کہنا ہے کہ مصری عوام کبھی بھی اسلامی تشخص فراموش نہیں کریں گے اور سیکولر جماعتوں، بالخصوص فوج کی جانب سے مصری آئین کو سیکولر بنانے کی کوششوں کی ہر فورم پر مخالفت کی جائے گی۔ رپورٹ کے مطابق مصری عبوری

حکومت نے اس بات پر اطمینان کا اظہار کیا ہے کہ انہیں مصر کی ایک مذہبی جماعت ''النور'' نے بھی تعاون کا یقین دلایا ہے اور کہا ہے کہ مصر کے نئے آئین کی بعض ''سخت شقوں'' کو نکالنے کے لئے وہ آئین ساز کمیٹی میں اہم کردار ادا کرے گی۔ ادھر مصری فوجی قیادت کی خواہش ہے کہ آئین ساز کمیٹی کے اراکین اس بات کا اہتمام کریں کہ نئے سیکولر آئین میں ایسی شقوں کو بطور خاص شامل کیا جائے، جن کے تحت اسلامی جماعتوں پر سیاست میں حصہ لینے پر پابندی عائد کی جاسکے۔ واضح رہے کہ سلفی جماعت ''النور'' نے پہلے اخوان المسلمون کی حکومت کی حمایت کی لیکن فوجی بغاوت کے بعد اس کی قیادت نے جنرل سیسی کا ساتھ دینے کا فیصلہ کیا۔ اخوان ذرائع کا کہنا ہے کہ مصری فوج ملکی آئین میں سے توہین رسالت اور توہین قرآن پر دی جانے والی سزاؤں کا خاتمہ چاہتی ہے۔ واضح رہے کہ ماضی قریب میں مصری قبطی عیسائیوں نے کئی مواقع پر توہین رسالت اور توہین قرآن کا ارتکاب کیا تھا اور مغربی ممالک نے قبطی عیسائیوں کی ان مذموم سرگرمیوں کی مکمل حمایت کی تھی۔ مصری صحافی، عسام جمال الدین کی مرتب کردہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مصری آئین ساز کمیٹی کے ۵۰ اراکین میں سے ۴۵ اپنے عقائد کے لحاظ سے سیکولر اور قبطی عیسائی موقف کی جانب جھکاؤ رکھتے ہیں۔ یہ کمیٹی ایک ماہ کے اندر آئین کی نئی شقیں لکھے گی اور اس کو فوجی قیادت سے منظور کرا کے لاگو کر دیا جائے گا۔ الاہرام کا کہنا ہے کہ مصری آئین ساز کمیٹی میں عدلیہ کے جج، عسکری کمانڈوز، جامعہ الازہر کے نمائندے حسن الشافعی، عیسائی گروپوں، قبطیوں، کیتھولک اور انجیلی عیسائیوں کے پانچ نمائندے اور مصری فوج کی نمائندگی کرنے کے لئے جنرل فتح السیسی کے دست راست میجر جنرل محمود شاہین کو بھی شامل کیا گیا ہے۔ ان کے علاوہ مصری عبوری حکومت اور فوج کی امداد کرنے والے ایک بااثر ترین عرب ملک کے اشارے پر سلفی جماعت ''النور'' کے نمائندے کو بھی آئین ساز کمیٹی میں بطور خاص شامل کیا گیا ہے، جب کہ اخوان حکومت کی مخالف سیکولر تحریک ''تمرد'' کے نمائندوں محمد بدر اور محمد عبدالعزیز سمیت کئی مشہور لبرل اور قبطی عیسائی اور نصیری جماعت کے رہنما بھی آئین ساز کمیٹی کا حصہ ہیں۔ آئین ساز کمیٹی میں سوشلسٹ پاپولر فرنٹ کے عبدالغفار شکور، سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے محمد نور فرحت، لبرل رہنما منال الطیبی، سابق وزیر خارجہ عمرو موسیٰ بھی موجود ہیں۔ رپورٹ کے مطابق مصری عبوری صدر، عدلی منصور کی نگرانی میں دس رکنی نظر ثانی کمیٹی نے کچھ روز قبل ہی اخوان المسلمون کے منظور شدہ اسلامی تشخص والے آئین پر درجنوں اعتراضات کئے تھے۔ اس ضمن میں نظر ثانی کمیٹی نے کہا تھا کہ مصر کا آئینی تشخص، اسلامی نہیں بلکہ سیکولر ہونا چاہئے۔ نئے مصری آئین کی تشکیل پر تبصرہ کرتے ہوئے امریکی جریدے ہفنگٹن پوسٹ کا کہنا ہے کہ مرسی کی جانب سے دسمبر ۲۰۱۲ء میں منظور کئے جانے والے آئین پر قبطی عیسائیوں، سیکولر سیاست دانوں اور فوجی قیادت کو شدید اعتراضات تھے اور انہوں نے مرسی پر دباؤ ڈالا تھا کہ مصر کے آئین کو اس طرح ترتیب دیا جائے کہ اس سے ''اسلام پسند'' ہونے کا تاثر پیدا نہ ہو۔ ان اعتراضات کو صدر مرسی نے یہ کہہ کر دور کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہ آئین کے اسلامی تشخص کو عیسائیوں پر لاگو نہیں کر رہے، اس آئین میں مملکت میں بسنے والے تمام نسلی و مذہبی گروہوں کو ان کی عبادات اور رسوم پر قائم رہنے کی بھرپور اجازت ہوگی اور اسے عوامی ریفرنڈم کی مدد سے لاگو کیا جائے گا، لیکن صدر مرسی کی اس یقین دہانی کے باوجود عیسائیوں اور سیکولر قوتوں نے اس آئین کی بلاوجہ مخالفت کی اور اس معاملہ کو بھی اسلام پسندوں کے خلاف ایک سیاسی ایشو بنا دیا۔ ادھر اخوان المسلمون کے ترجمان جہاد ال حداد کا کہنا ہے کہ مصری اسلام پسندوں نے پیر کے روز بھی ملک بھر میں پُرامن مظاہروں کا انعقاد کیا ہے۔ وہ مصری آئین میں سیکولر ازم کو شامل کرنے اور مصر کا اسلامی تشخص برباد کرنے کی کوششوں کو ناکام بنا دیں گے۔ اخوان المسلمون کے ترجمان کے حوالے سے ترک جریدے ٹوڈے زمان نے لکھا ہے کہ تازہ مظاہرے دارالحکومت قاہرہ کے علاوہ شمالی سینا، اسوان، حلوان، اسکندریہ، مانیا اور سویز میں کئے گئے ہیں اور مزید مظاہروں کا پروگرام طے کیا جا رہا ہے۔'' (روزنامہ امت کراچی، ۲۸/ اگست ۲۰۱۳ء)

اس خبر کے پڑھنے کے بعد اب کیا نتیجہ نکالا جائے کہ مصر میں برپا شورش مسلمانوں کی ہمدردی میں اور خیرخواہی کے لئے ہو رہی ہے یا اسلام، پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کو ملیامیٹ کرنے کے لئے ہو رہی ہے؟ اگر عوام کے ساتھ ہمدردی ہے تو مصری عوام کے ووٹوں سے منتخب حکومت کو کیوں گرایا گیا؟ جو اسلام کی حامی، قرآن کریم کی محافظ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کو تحفظ دینے والی تھی۔

افسوس تو ان لوگوں پر ہو رہا ہے جو اپنے آپ کو دین کا ٹھیکیدار بھی سمجھتے ہیں اور پھر بھی اقتدار کے لالچ میں ان عیسائیوں، سیکولر جماعتوں اور دین دشمن لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر دین کا حلیہ بگاڑ رہے ہیں اور ناموس رسالت کی توہین کے مرتکب افراد اور توہین قرآن کرنے والے مجرموں کی سزاؤں کے بارہ میں بنائے گئے قوانین کو آئین سے کھرچ کرا سے مٹا دینے والوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یا اسفیٰ علی ھؤلاءِ الظالمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

حج کے دوران اِن غلطیوں سے بچیے!

مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی

حج میں فرائض و ارکان، سنن و مستحبات کو بجالانے کے ساتھ ساتھ بلکہ اس سے بھی پہلے یہ ضروری ہے کہ ہمیں اور آپ کو ان باتوں کا علم ہو جن سے حج خراب ہوتا ہے، یہ خرابیاں دو قسم کی ہیں:

پہلی قسم کی خرابیاں (عام گناہ):

(الف)... وہ گناہ جو حج سے باہر بھی، یعنی حج سے پہلے اور حج کے بعد بھی گناہ ہیں، مگر حج کے دوران ان گناہوں کی سنگینی بہت بڑھ جاتی ہے، کیونکہ قرآن و حدیث میں حج کے دوران ان گناہوں سے بطور خاص منع کیا گیا ہے۔ لہٰذا ہر حاجی کے لئے لازم ہے کہ وہ خاص طور پر ان گناہوں سے بچے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح احکام کی پیروی کرے۔

دوسری قسم کی خرابیاں (حج کے ممنوعات):

(ب)... یعنی وہ کام جو حج سے باہر یعنی احرام سے پہلے اور احرام کے بعد گناہ نہیں۔ بذات خود جائز کام ہیں لیکن حج کے دوران ان جائز کاموں سے روکا گیا ہے، مثلاً احرام کے دوران خوشبو لگانا۔ بال ناخن ترشوانا یا مردوں کے لئے جسم کے مطابق سلا ہوا لباس پہننا وغیرہ کہ یہ کام بذات خود ناجائز نہیں بلکہ احرام کے دوران ناجائز ہیں حاجی کے لئے ایک خاص وقت میں ان سے بچنا ضروری ہے۔ احرام ختم ہوتے ہی یہ کام نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور پسندیدہ بن جاتے ہیں۔

نوٹ: یہ غلطیاں اگر چہ حج کے تناظر میں لکھی گئی ہیں لیکن حج عمرہ کے علاوہ ہر نیک کام کے دوران ان غلطیوں سے بچنا ضروری ہے۔

دونوں قسم کی خرابیوں میں فرق:

پہلی قسم کی خرابیاں یعنی وہ کام جو حج سے باہر بھی ناجائز ہیں اور حج کے دوران بھی۔ ان خرابیوں سے حج کا ثواب بالکل ختم یا کم ہوسکتا ہے، لیکن ان خرابیوں کی وجہ سے کوئی جزاء یعنی دم یا متعین صدقہ لازم نہیں ہوتا۔

دوسری قسم کی خرابیاں جو بذات خود گناہ نہیں، لیکن وہ حج کے ممنوعات میں شامل ہیں، ان خرابیوں کے ارتکاب کی وجہ سے خاص جزاء واجب ہوتی ہے یعنی یا دم (ایک بکرا، بکری) دینا پڑتا ہے یا متعین طور پر صدقہ کی مقدار دینی ہوتی ہے۔

ان دونوں قسم کی خرابیوں کو نماز کی ایک مثال سے سمجھا جاسکتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز پڑھے تو حدیث شریف کے مطابق وہ ایک درجہ کا شرک ہے۔ بغیر خشوع وخضوع کے نماز پڑھے تو ایک روایت کے مطابق نماز اس کے منہ پر ماری جاتی ہے، لیکن ان دونوں گناہوں سے نماز میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا اور نہ سجدۂ سہو سے ان گناہوں کا تدارک ہوسکتا ہے۔ جبکہ اگر کوئی شخص غلطی سے قعدۂ اولیٰ بھول جائے یا غلطی سے سورۂ فاتحہ رہ جائے تو یہ اگرچہ غلطی ہے لیکن آخر میں سجدۂ سہو سے کام ہوجاتا ہے اور نماز مکمل ہوجاتی ہے۔

ہر عقلمند آدمی سمجھ سکتا ہے کہ گناہ والی غلطی بہت سنگین ہے اس سے عبادت کا ثواب ختم ہوسکتا ہے جبکہ ممنوعات والی غلطی کم درجہ کی ہے، کیونکہ اس کا تدارک شریعت کی دی گئی سہولت کے مطابق بہت آسانی سے ہوسکتا ہے اور تدارک کرنے کے بعد عبادت مکمل ہوجاتی ہے بالکل یہی معاملہ حج کی خرابیوں کا ہے۔ لہٰذا ہر حاجی کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلی قسم کی خرابیوں سے مکمل طور پر ہر حال میں بچے اور حج کے دوران دوسری قسم کی خرابیوں سے بھی بچنے کی پوری کوشش کرے، لیکن اگر حج میں دوسری قسم کی خرابی ہوجائے تو شرعی احکام کے مطابق دم یا صدقہ دے کر اپنی غلطی کا تدارک کرلے تاکہ اس کا حج مکمل ہوجائے۔

دوسری قسم کی خرابیاں مسائل حج کی تمام کتابوں میں تحریر ہیں اور حج کی کتابوں بالخصوص ''احکام حج'' مولفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع قدس سرہ اور ''معلم الحجاج'' مولفہ حضرت مولانا مفتی سعید احمد قدس سرہ میں آپ دیکھ سکتے ہیں، پڑھ سکتے ہیں اور وقت پر علماء سے رجوع کرکے ان کا تدارک کرسکتے ہیں۔

ہم اپنے اس مضمون میں صرف پہلی قسم کی خرابیوں کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جن کا معاملہ زیادہ سنگین ہے۔ جن سے ہر حال میں بچنا ضروری ہے اور جن کا تدارک دم یا صدقہ سے نہیں ہوسکتا اور قرآن وحدیث میں بطور خاص ان خرابیوں سے روکا بھی گیا ہے، اور ان خرابیوں کی وجہ سے ہی حج مشکل بن جاتا ہے۔

حج کے دوران کیے جانے والے گناہ

پہلی خرابی... حرام مال کا استعمال:

دوسرے لوگوں کا مارا ہوا، دبایا ہوا مال ہو یا شرعی ورثاء کا حق مار کر جو مال حاصل کیا گیا ہو یا چوری یا ڈاکا کی رقم ہو، رشوت یا سود کا پیسہ ہو یہ سب حرام مال میں شامل ہے۔ واضح رہے کہ حرام مال سے حج کرنے کا اسلام میں کوئی تصور نہیں۔ حرام مال تو فوری طور پر انہیں واپس کرنا ضروری ہے جن کا اس مال میں حق ہے، ورنہ جہاں سے حرام مال آتا ہے وہاں واپس کرے اور اگر واپس کرنا بے کار ہو تو پھر اس حرام مال سے اپنی گردن چھڑانے کے لئے اسے فوری طور پر صدقہ کرنا لازم اور ضروری ہے۔ واضح رہے کہ حرام مال لینا، حرام مال رکھنا، حرام مال استعمال کرنا یا حرام مال کو کسی عبادت میں استعمال کرنا سب حرام ہے، اس بارے میں قرآن کریم کی ایک آیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف دو حدیثیں ہی عبرت کے لئے کافی ہیں:

۱:... سورۂ نساء آیت نمبر ۱۰ میں مال حرام کی ایک صورت کا ذکر کرکے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا۔“

ترجمہ: ”جو لوگ یتیموں کا مال ظلماً کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب جلتی آگ میں داخل ہوں گے۔“

۲:... مسلم شریف کی روایت ہے:

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ پاک ہے اور وہ صرف پاک مال ہی قبول کرتا ہے اور اللہ نے مومنوں کو وہی حکم دیا ہے جو اس نے اپنے پیغمبروں کو دیا ہے کہ: ”اے رسولو! کھاؤ اچھی چیزیں اور کام کرو اچھے۔“ (سورۂ مومنون:۵۱) اور فرمایا کہ: وہ پاکیزہ رزق کھاؤ جو ہم نے تمہیں دیا ہے۔“ (سورۂ بقرہ:۱۷۲)

پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا ذکر کیا جو لمبا سفر طے کرکے جاتا ہے، اس کے بال بکھرے ہوئے ہیں، جسم پر غبار ہے اور (مقام مقدس پر پہنچ کر) وہ ہاتھ پھیلا پھیلا کر دعا کرتا ہے کہ اے رب! اے پروردگار! حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور حرام سے اس کی پرورش ہوئی، ایسے شخص کی عبادت کیسے قبول ہوگی؟۔

(مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ص:۲۴۱)

۳:... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

”جس نے کوئی کپڑا دس دراہم میں خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول (علماء نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کی فرض نماز اسی طرح فرض حج قبول نہیں ہوں گے ہاں فرض سر سے اتر جائے گا) نہیں فرماتے جب تک کہ وہ کپڑا اس کے جسم پر ہو، پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے دونوں کانوں میں داخل کیں اور فرمایا یہ دونوں کان بہرے ہو جائیں اگر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے نہ سنا ہو۔“

(مسند احمد، بیہقی، مشکوٰۃ، ص:۲۴۳)

لہٰذا ہر حاجی کے لئے اور عمرہ پر جانے والے ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ پہلے اپنے مال کا جائزہ لے، اگر خدانخواستہ حرام مال ہو، کسی کا حق مار کر مال حاصل کیا گیا ہو تو اسے واپس کرے، حلال کمائی جمع کرے پھر حج عمرہ کرے، اسی طرح دوران حج بھی اس کا پورا اہتمام کرے کہ دوسرے کی چیز اس کی دلی رضامندی کے بغیر ہرگز استعمال نہ کرے، حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کا مال اس کی دلی خوشی کے بغیر حلال نہیں ہے۔

دوسری خرابی... نیت کی خرابی، دکھاوا، شہرت وغیرہ:

حج میں (اسی طرح عمرہ میں) نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی ہونی چاہئے، کسی کو دکھانے کی یا شہرت اور مشہوری کی نیت ہو تو عبادت بے کار، بے ثواب ہو جاتی ہے۔ اس لئے قدم قدم پر ریا (دکھاوے) سے بچنے کی ضرورت ہے بالخصوص جب عبادت شروع کی جا رہی ہو اس وقت تو نیت خالص لوجہ اللہ ہونی بہت ہی ضروری ہے۔

حدیث میں ہے:

”جس نے نماز دکھاوے کے لئے پڑھی اس نے شرک والا کام کیا اور جس نے روزہ دکھانے کے لئے رکھا اس نے شرک والا کام کیا اور جس نے دکھاوے کے لئے صدقہ دیا اس نے شرک والا کام کیا۔“ (مشکوٰۃ، ص:۴۵۵)

۲:... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نویں تاریخ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات جانے کے لئے منیٰ سے نکلے اور سواری آپ کو لے کر اٹھی تو آپ کی اونٹنی پر ایک سادہ سا کمبل پڑا ہوا تھا جس کی قیمت صرف چار درہم تھی اور آپ کی زبان مبارک پر یہ دعا تھی:

”اللّٰھم اجعله حجاً لا ریاء فیه ولا سمعة.“ (الطبرانی، مجمع الزوائد، ص:۳۰۵، ج:۳)

ترجمہ: ”اے اللہ! اسے ایسا حج بنا دیجئے جس میں نہ دکھاوا ہو نہ شہرت۔“

اور ایک روایت میں ہے:

”اللّٰھم اجعلھا حجة لا ریاء فیه ولا سمعة.“

یہاں یہ بات غور کرنے کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تو اس طرح کے نفسانی اثرات سے پاک تھی لیکن پھر بھی آپ نے یہ دعا فرمائی تا کہ امت اپنے حج وعمرہ میں اخلاص کا خیال رکھے، جو کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے کرے اور دکھاوے یا شہرت کا مقصود بنا کر اپنی عبادت تباہ نہ کرے۔

تیسری خرابی... رفث (یعنی فحش گفتگو، فحش حرکت، بدنظری، بے حیائی):

یہ بات بڑی اہم ہے کہ قرآن مجید نے سورۃ بقرہ میں جہاں حج کا ذکر کیا ہے وہاں تین خرابیوں سے خاص طور پر منع کیا گیا ہے افسوس کہ حج کے دوران بہت کم لوگ ہی اس آیت کو یاد رکھتے ہیں، حالانکہ یہ آیت اپنے پاس رکھنی چاہئے اور اسے روزانہ صبح شام دیکھتے رہنا چاہئے۔ احادیث میں بھی اس کی تشریح آئی ہے ہم پہلے قرآن کی یہ آیت ذکر کرتے ہیں، پھر اس کی مختصر تفصیل تحریر کریں گے، قرآن کریم کی آیت یہ ہے:

"فمن فرض فیھن الحج فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج۔" (البقرہ)

ترجمہ: "جس نے حج کے مہینوں میں اپنے اوپر حج لازم کرلیا تو حج میں نہ فحش بات ہونہ گناہ ہو اور نہ جھگڑا ہو۔"

"رفث" میں ہر فحش حرکت، ہر فحش بات اور بے حیائی کا ہر کام، بدنظری وغیرہ سب شامل ہے۔ احرام باندھنے کے بعد آدمی اپنی بیوی سے ہمبستری بھی نہیں کرسکتا، بلکہ اگر اس نے حج کے اصل فرض وقوف عرفات سے پہلے اپنی بیوی سے ہمبستری کرلی تو اس کا حج فاسد ہوجائے گا اور اگلے سال دوبارہ حج لازم ہوگا۔ اسی طرح اپنی بیوی سے کھلی فحش گفتگو یا بیوی سے بوس وکنار بھی جائز نہیں۔ جب حج میں اپنی بیوی سے یہ سب باتیں ناجائز ہیں حالانکہ وہ اس کی بیوی اور یہ اس کا شوہر ہے، تو اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ غیر مرد، غیر عورت، دوستوں وغیرہ سے اس طرح کی گفتگو کیسے جائز ہوسکتی ہے؟ اس لئے ہر حاجی پر لازم ہے کہ وہ زبان اور اعضاء کو قابو میں رکھے کوئی ایسی گفتگو اور ایسی حرکت نہ کرے جو فحش کام یا فحش گفتگو کے دائرہ میں آتی ہو اسی طرح نامحرم کو شہوت کے ساتھ دیکھنے سے بھی مکمل اجتناب لازم ہے۔

چوتھی خرابی... فسوق (یعنی گناہ کے کام):

حج میں نیکی کی توفیق کم ہو تو فائدہ کم ہوگا لیکن خرابی پیدا نہیں ہوگی۔ حج میں اصل ضرورت "تقویٰ" کی ہے کہ ہر قسم کے گناہوں سے مکمل اجتناب کرے، کیونکہ گناہوں سے خرابی پیدا ہوتی ہے، جو گناہ احرام باندھنے سے پہلے بھی حرام اور گناہ تھے اور احرام کھلنے کے بعد بھی حرام اور گناہ ہوں گے ان سے تو ہر حال میں بچنا ضروری ہے، مثلاً غیبت، بہتان، مسلمان کو تکلیف پہنچانا، کسی کا حق مار لینا وغیرہ وغیرہ اور جو گناہ صرف احرام کے دوران گناہ ہیں، مثلاً احرام کے دوران خوشبو لگانا، بال ناخن کتروانا وغیرہ ان سے بھی حج میں بچنا ضروری ہے۔

پانچویں خرابی... جدال (جھگڑا، لڑائی، اختلاف، بحث ومباحثہ):

حج میں بڑا اجتماع ہوتا ہے، گھر کا آرام ختم ہوجاتا ہے اور سفر کی مشقت زیادہ ہوتی ہے، ہر طرح کے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگوں کا مزاج چڑچڑا ہوجاتا ہے، لہجہ میں تلخی آجاتی ہے۔ اعضاء سے جھنجھلاہٹ کا اظہار ہوتا ہے اور کبھی کبھار تو آپس میں سخت گفتگو، گالم گلوچ اور ہاتھاپائی تک نوبت پہنچ جاتی ہے یہ سب شیطان کے تحفے ہیں، جن کے ذریعہ وہ حج کا ثواب ختم کرتا ہے، لہٰذا حاجی کے لئے سفر حج میں اپنے اوپر قابو رکھنا صبر وتحمل اختیار کرنا، قدم قدم پر غصہ کا گھونٹ پینا اور ہر خلاف مزاج بات پر محض اللہ کی رضا کے لئے صبر کرنا انتہائی ضروری ہے، یہ حقیقت ہمیشہ سامنے رکھنی چاہئے کہ کسی عبادت کا اتنا ثواب نہیں ملتا جتنا صبر کا.... واضح رہے کہ ذکر اللہ، طواف، نماز، بیت اللہ کو دیکھتے رہنے کا بلاشبہ بہت ثواب ہے، لیکن صبر کا ثواب ان سب عبادات سے زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"إنما یوفی الصابرون أجرھم بغیر حساب۔" (الزمر:۱۰)

ترجمہ: "بلاشبہ صبر کرنے والوں کو ان کا ثواب بے حساب دیا جائے گا۔"

لہٰذا جو شخص اپنے حج کو درست طریقہ سے ادا کرتے ہوئے صبر سے کام لے گا، بلاشبہ اس کا ثواب سب سے زیادہ اور بے حساب ہوگا۔

چھٹی خرابی... حقوق العباد میں کوتاہی:

یوں تو زندگی کے سارے سفر میں اس بات کا اہتمام کرنا چاہئے کہ کسی مسلمان بلکہ کسی انسان کا حق ہمارے ذمہ نہ رہے لیکن حج کے سفر میں تو اس کا اہتمام اور زیادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ عبادت کے دوران حقوق العباد کی اہمیت کم لوگوں کے ذہن میں رہتی ہے، لیکن اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ حجۃ الوداع میں لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آرہے تھے (یہ ذہن میں رہے کہ یہ حج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لوگوں کا پہلا حج تھا) لوگ آآ کر اپنی حج کی غلطیاں بتارہے تھے کہ ہم سے یہ غلطی ہوئی، ہم سے حج کی یہ غلطی ہوگئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب کو تسلی دے رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مغفرت کی امید دلا رہے تھے لیکن اس موقع پر بھی آپ نے جس بات پر تنبیہ فرمائی وہ یہی حقوق العباد کا معاملہ تھا۔

حدیث ملاحظہ فرمائیے:

”حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کرنے نکلا لوگ آپ کے پاس آرہے تھے، کوئی کہہ رہا تھا کہ یارسول اللہ! میں نے سعی طواف سے پہلے کرلی ہے، یا فلاں کام بعد میں کرلیا ہے، یا فلاں کام میں نے پہلے کرلیا ہے تو آپ علیہ السلام فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں (یعنی ناسمجھی کی وجہ سے گناہ نہیں) ہاں اس شخص پر گناہ ہے، جس نے کسی مسلمان کی آبرو پر ظلماً ہاتھ ڈالا تو اس پر حرج ہے اور وہی ہلاک ہوا۔“ (ابوداؤد، مشکوٰۃ ص:۲۳۲)

لہٰذا حج کے دوران بطور خاص غیبت، گالم گلوچ، کسی کی دل آزاری، ایذا رسانی، دوسرے کی چیزوں کے ناجائز استعمال وغیرہ سے بچنا بہت ضروری ہے اور ہر اس کام سے بچنا لازم ہے جس سے حقوق العباد پامال ہوں یا کسی مسلمان کو جانی، مالی یا آبرو کا نقصان پہنچایا جائے، کیونکہ حقوق العباد کا معاملہ بہت سخت ہے.... اس کے علاوہ.... یہ بھی ذہن میں رہنا چاہئے کہ احرام اور حرم میں تو جانور کا شکار جائز نہیں، مسلمان کی آبرو اور اس کا مال شکار کرلینا کیسے جائز ہوگا؟

ساتویں خرابی... جلد بازی، گھبراہٹ:

شریعت نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ عبادت کے دوران سکینت وطمانیت اختیار کی جائے اور جلد بازی اور گھبراہٹ کے ذریعہ اپنی عبادت کو خراب نہ کیا جائے۔ (گناہ چھوڑ کر نیکی کی طرف متوجہ ہونے میں تو جلدی کرنی چاہئے اور قرآن مجید میں اس کے لئے ”سابقوا“ اور ”سارعوا“ کے الفاظ سے حکم آیا ہے، لیکن جب گناہ چھوڑ کر نیکی کی طرف چل پڑا تو سکینت وطمانیت کا حکم ہے) اسی لئے حکم ہے کہ قرآن مجید صاف صاف ٹھہر ٹھہر کر پڑھا جائے: ”ورتل القرآن ترتیلا، ولا تحرک به لسانک لتعجل به، ولا تنثره کنثر الدقل“ (قرآن وحدیث میں وارد ہے) نماز بھی اطمینان اور سکون سے ادا کی جائے، ایک صحابی نے جلدی جلدی نماز پڑھی تو آپ نے انہیں نماز لوٹانے کا حکم دیا ”ارجع فصل فانک لم تصل“ حتیٰ کہ باجماعت نماز کے لئے جاتے وقت بھی اتنا تیز چلنا یا دوڑنا جس سے سانس پھولنے لگے منع ہے۔ ان تمام احکام سے واضح ہے کہ عبادات میں بھی جلد بازی منع ہے۔

حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلد بازی اور گھبراہٹ سے منع فرمایا ہے۔ مشکوٰۃ شریف ص:۲۲۹، ۲۳۰ سے تین حدیثیں پیش ہیں:

ا:... ”حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مزدلفہ سے واپس (منیٰ کی طرف چلے) تو آپ پر سکینت طاری تھی اور آپ نے لوگوں کو بھی سکینت (طمانیت) کا حکم دیا۔“ (ترمذی شریف)

۲:... ”حضرت فضل بن عباس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ کے ساتھ سوار تھے وہ فرماتے ہیں کہ عرفہ کی شام (یعنی نویں تاریخ کو) اور مزدلفہ کی صبح (یعنی دسویں کی صبح کو) جب آپ اور سب لوگ منیٰ کی طرف واپس جارہے تھے، آپ نے لوگوں سے فرمایا: اے لوگو! سکینت اختیار کرو۔“ (مسلم شریف)

۳:... ”حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ عرفہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واپس (مزدلفہ کی طرف) آرہے تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے اونٹوں کو مارنے اور چیخنے کی آواز سنی تو آپ نے اپنا کوڑا اٹھا کر ان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر سکینت لازم ہے اور نیکی، سواری دوڑانا (یا خود دوڑنا) نہیں ہے۔“ (بخاری شریف)

حضرت حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کی شرح میں نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے عرفہ کے میدان میں خطبہ دیا تو یہ فرمایا:

”لیس السابق من سبق بعیره وفرسه ولکن السابق من غفرله۔“ (فتح الباری ص:۵۲۲، ج:۳)

ترجمہ: ”نیکی میں آگے بڑھنے والا شخص وہ نہیں ہے جس کا اونٹ یا گھوڑا پہلے پہنچ جائے بلکہ نیکی میں سبقت کرنے والا وہ شخص ہے جس کی مغفرت ہوجائے۔“

جب آدمی احرام باندھ کر، اپنا گھر، کاروبار چھوڑ کر، اللہ کے لئے نکل کھڑا ہوا، اس کی زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے، دل میں اللہ تعالیٰ کے لئے جذبات شکر ہیں اور بدن تکلیفوں پر صبر کر رہا ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ وہ ہوائی جہاز میں بیٹھا ہوا ہے یا بس میں؟ کمرہ میں مسافر خانہ میں لیٹا ہوا ہے یا ایئرپورٹ کے کسی کونہ میں زمین پر یا بس اور کار میں سڑک پر ہجوم میں رکا ہوا ہے، وہ ہر جگہ اور ہر وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہے اور اپنے رب کی طرف بڑھتا جارہا ہے، دو گھنٹہ، چار گھنٹہ، چھ گھنٹہ کی تاخیر سے کیا فرق پڑتا ہے؟ گھر تو وہ چھوڑ ہی چکا ہے اور واپس گھر اپنے وقت پر ہی جائے گا، اس لئے گھبراہٹ اور عجلت کا کیا فائدہ؟ صبر کا ثواب سب سے زیادہ ہے، اس لئے ہر عبادت خاص طور پر حج اور عمرہ کی عبادت اطمینان سے ادا کی جائے۔ وفقنا اللّٰہ تعالیٰ لما یحبه ویرضاہ۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

وقت امانت ہے!

ڈاکٹر عبدالواسع شاکر

وقت اور اس کی ترتیب و تنظیم ایک اہم، علمی سائنسی اور تکنیکی موضوع بن چکا ہے، اس موضوع پر سیمینار اور ورکشاپ منعقد کرائی جارہی ہیں اور کتابیں لکھی جارہی ہیں، وقت کی ترتیب و تنظیم کا شعور و ادراک مغربی دنیا میں مخصوص مادی مسائل کے باعث صرف نصف صدی سے زیادہ قدیم موضوع نہیں ہے، لیکن وقت کی اہمیت اور اس سے متعلق جملہ امور کے بارے میں قرآن کریم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴۰۰ سال پہلے دنیا کو آگاہ کردیا تھا، یہ ہماری بدنصیبی نہیں تو اور کیا ہے کہ مغربی اور دیگر اقوام نے وقت کی اہمیت کا بروقت احساس کرکے دنیوی شعبوں میں ترقی کرلی اور ہم سے آگے نکل گئے، مگر ہم وقت کی اہمیت کو فراموش کرکے ہر میدان میں پیچھے رہ گئے۔

وقت کی اہمیت وافادیت کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مواقع پر مختلف انداز سے امت کی راہنمائی اور فلاح وکامرانی کے لئے بیان فرمایا ہے۔

حضرت عمر بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''پانچ حالتوں کو پانچ حالتوں کے آنے سے پہلے غنیمت جانو اور ان سے جو فائدہ اٹھانا چاہو وہ اٹھالو۔ غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے کے آنے سے پہلے، تندرستی کو بیمار ہونے سے پہلے، خوشحالی اور فراخ دستی کو ناداری اور تنگدستی سے پہلے، فرصت اور فراغت کو مشغولیت سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے۔'' (الترغیب والترہیب)

اس حدیث مبارکہ میں جن حالتوں کو بیان کیا گیا ہے وہ ہمارے لئے وقت کے استعمال اور ترجیحات سے متعلق راہنمائی کا نمونہ ہیں۔

وقت کی اہمیت:

قرآن وحدیث کی روشنی میں وقت کی چار بنیادی خصوصیات ہیں:

۱:... اس کائنات میں ہر جاندار و بے جان مخلوق کا ایک وقت مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا مقدار اور وقت مقرر کررکھا ہے اور یہ مقدر اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ ہے، دنیا میں ہر انسان کے نہ صرف پیدا ہونے اور مرنے کا وقت مقرر ہے بلکہ اس کے ہر کام کا وقت مقرر ہے حتیٰ کہ ہماری سانس بھی مقرر ہیں کہ کتنی سانسیں بندہ اس دنیا میں لے گا۔

۲:... وقت گزرنے والی چیز ہے، وقت لمحہ بہ لمحہ گزر رہا ہے اور گزر جائے گا۔ امام رازیؒ نے کسی بزرگ کا قول نقل کیا ہے کہ:

''وقت کی مثال ایک برف والے کی طرح ہے جو پکار پکار کہہ رہا ہے کہ دیکھو میری زندگی کا سرمایہ گھلا جارہا ہے اور اگر یہ برف کارآمد نہیں ہوئی تو یہ رکھے رکھے پگھل جائے گی اور ختم ہوجائے گی۔''

۳:... تیزی کے ساتھ گزرتا ہوا ہر سیکنڈ اور لمحہ جو گزر گیا وہ واپس نہیں آئے گا، اس کا کوئی نعم البدل نہیں ہے، انسان جو پیسہ خرچ کرلے وہ دوبارہ کمایا جاسکتا ہے، لیکن وہ وقت جو گزر گیا واپس نہیں آسکتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ہر آنے والا دن جب شروع ہوتا ہے تو وہ پکار پکار کر کہتا ہے کہ اے انسان! میں ایک نوپیدا مخلوق ہوں، میں تیرے عمل پر شاہد ہوں تو مجھ سے کچھ حاصل کرلے، میں تو اب قیامت تک لوٹ کر نہیں آؤں گا۔''

۴:... وقت کے ایک ایک لمحے کا حساب ہمیں اللہ تعالیٰ کو دینا ہوگا۔

حدیث میں آتا ہے کہ: ''حشر کے میدان میں آدمی آگے نہ بڑھ پائے گا جب تک کہ پوری زندگی کا حساب نہ دے لے، پوچھا جائے گا کہ عمر کہاں گزاری، جوانی کیسے گزاری، مال کس طرح کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جو علم حاصل کیا اس کو کس طرح استعمال کیا؟''

(الترغیب والترہیب)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''تباہ ہوگیا وہ شخص جس کا آج اس کے گزرے ہوئے کل سے بہتر نہ ہو۔''

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور فرمان ہے: ''مومن کے لئے دو خوف ہیں، ایک اجل جو گزر چکا ہے، معلوم نہیں کہ خدا اس کا کیا کرے گا اور ایک اجل جو ابھی باقی ہے، معلوم نہیں اللہ تعالیٰ اس میں کیا فیصلہ صادر فرمائے؟ لہٰذا انسان کو لازم ہے کہ اپنی طاقت سے اپنے نفس کے لئے اور دنیا سے آخرت کے لئے، جوانی سے بڑھاپے کے لئے اور زندگی سے قبل موت کے لئے کچھ نفع حاصل کرلے۔''

وقت کی کمی یا ترجیحات کا تعین:

اصل مسئلہ وقت کی کمی کا نہیں ہے بلکہ ترجیحات کے تعین کا ہے، اگر ہم طے کرلیں کہ کون سی چیز یا کام ہماری پہلی ترجیح ہونی چاہئے، دوسری ترجیح کیا ہونی چاہئے اور تیسری ترجیح کیا ہو تو وقت کی کمی کا مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تیئس سالہ نبوی زندگی میں کوئی ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا کہ جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن نہ پڑھا ہو اور دوسروں کو پڑھ کر نہ سنایا ہو، یہ ان کی زندگی کی ترجیح تھی اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کی ترجیح تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اتنا قرآن پڑھتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مخاطب کرکے فرمایا کہ کوئی تین دن سے کم میں قرآن ختم نہ کرے۔ (الحدیث)

اگر ہماری بھی ترجیحات وہی ہوں گی جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی ہیں تو ہمارے لئے وقت کی کمی کا مسئلہ نہ ہوگا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے بعض خطبوں کا ابتدائی جملہ یہ ہوتا تھا کہ: ''اے لوگو! تمہاری زندگی گزرتی چلی جارہی ہے، یہ اچانک کسی پل ختم ہو جائے گی جو وقت گزر گیا وہ تو گزر گیا، لیکن جو آنے والا ہے اس کی فکر کرو، اللہ سے ڈرو، اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنی جنت کے لئے کچھ مال جمع کرلو۔'' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''بندہ کا صرف وہی ہے جو اس نے کھالیا یا پہن لیا یا آگے بھیج دیا جو اس نے خرچ نہیں کیا وہ سب وارثوں کا مال ہے۔'' (سنن کبریٰ بیہقی)

وقت کے صحیح استعمال کا مقصد:

ہمارے نزدیک وقت کی ترتیب و تنظیم کے دو بنیادی مقاصد ہیں: پہلا تو یہ ہے کہ ہم اس بات کا اہتمام اور کوشش کریں کہ ہمارے وقت کا کوئی لمحہ بھی ضائع نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایمان والوں کی یہ خصوصیات بیان کی ہے کہ وہ اپنے وقت کو لغویات ہونے سے بچاتے ہیں۔ (سورۃ مومنون) دوسرا مقصد یہ ہے کہ جو چوبیس گھنٹے ہمیں روزانہ ملتے ہیں، اس میں ہم کتنا زیادہ سے زیادہ وقت اپنے فرائض کی ادائیگی اور اللہ تعالیٰ کے عائد کردہ حقوق کی ادائیگی کے لئے نکالتے ہیں، اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

وقت میں اضافے کے لئے اور وقت کی کمی کو دور کرنے کے لئے بہت سارے طریقے ہمیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں ملتے ہیں، نیز جدید دور میں وقت کے ضیاع کے حوالے سے تحقیقات نے بھی ہماری راہنمائی کے کچھ نکات متعین کردیئے ہیں، ان میں سے چند اہم اصول و نکات درج ہیں۔

دن کا آغاز نماز فجر سے پہلے:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ساری احادیث ہیں، جن میں آپ نے فرمایا کہ ''صبح سویرے اٹھوگے تو اس کے نتیجے میں تمہارے رزق و مال میں برکت ہوگی اور اگر صبح نہیں اٹھوگے تو پریشان و رنجیدہ رہوگے۔'' ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس صبح کے وقت تشریف لے گئے، وہ آرام فرمارہی تھیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو جگاتے ہوئے فرمایا: ''بیٹی! اٹھو، اپنے رب کے رزق کی تقسیم کے وقت حاضر رہو اور غفلت کرنے والوں میں سے نہ بنو، کیونکہ اللہ تعالیٰ طلوع فجر اور طلوع شمس کے درمیان لوگوں کا رزق تقسیم کرتے ہیں۔''

صبح جلدی اٹھنے اور فجر کے بعد نہ سونے کے نتیجے میں ہم کو دن میں کئی گھنٹے اضافی مل جاتے ہیں، یہ ہماری بہت بڑی بدقسمتی ہے کہ صبح چھ بجے سے آٹھ بجے کے وقت جسے دنیا میں پرائم ٹائم کہا جاتا ہے، ہم سونے میں گزار دیتے ہیں۔ امام ترمذیؒ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے: ''اے اللہ! میری امت کے لئے صبح کے اوقات میں برکت عطا فرما۔'' ایک مشہور روایت ہے کہ: ''جو آدمی صبح جلدی اٹھتا ہے اس کو دولت مند بننے سے کوئی نہیں روک سکتا۔''

جدید تحقیق سے ثابت ہے کہ انسان رات کو نو بجے کے بعد جو کام ایک گھنٹے میں کرتا ہے، صبح کے اوقات میں وہی کام صرف بیس منٹ میں کرلیتا ہے، اس دن اور رات میں ایک وقت ایسا بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پرائم ٹائم قرار دیا ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ: ''رات کے آخری پہر میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر آجاتے ہیں اور منادی کردیتے ہیں کہ مجھ سے مانگو میں تمہیں دوں گا، مجھ سے طلب کرو میں تمہاری ضرورت کو پورا کروں گا۔'' (بخاری) پورے چوبیس گھنٹوں میں اس سے زیادہ قیمتی وقت کوئی نہیں ہے اور وقت کی ترتیب و تنظیم اس بات کا ہی نام ہے کہ انسان اپنے پرائم ٹائم کو سب سے بہترین طریقے سے استعمال کرسکے، دنیا میں کوئی لیڈرشپ ایسی نہ ہوگی جس کو کوئی بڑی کامیابی ملی ہو اور وہ سحر خیزی کا عادی نہ ہو، اگر ہم صبح پانچ بجے اٹھ جائیں تو جو کام دن میں تین گھنٹے میں کرتے ہیں وہ صبح میں ایک گھنٹے میں ہی کرلیں گے، ہمیں محسوس ہوگا کہ ہمارا دن ختم ہی نہیں ہو رہا ہے، اس سنت کو اپنائے بغیر اور اس عادت کو اختیار کئے بغیر ہمارے لئے نہ اخروی کامیابی ممکن ہے اور نہ دنیا کی برتری ہے۔

معاشی مصروفیات کی منصوبہ بندی:

ہر فرد کو چاہئے کہ اپنے معاش کے لئے ایک وقت مقرر کرے کہ مجھے اپنے اوقات کا کتنا حصہ معاش کے لئے صرف کرنا ہے ہمارا ایمان ہے کہ ہر آدمی کی روزی اور اس کا رزق مقرر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا ہمارے مقدر میں لکھا ہے اتنا ہی ملے گا

چاہے ہم آٹھ گھنٹے یا سولہ گھنٹے کام کریں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''روزی انسان کا پیچھا کرتی ہے۔ رزق میں کمی یا تاخیر سے پریشان نہ ہو اور روزی کو کمانے میں خوش اسلوبی سے کام لو۔'' (الترغیب والترہیب)

انسان کی جسمانی استطاعت کے بارے میں محققین کہتے ہیں کہ کوئی بھی آدمی جب اپنے معاش کے لئے آٹھ گھنٹے سے زیادہ صرف کرتا ہے تو اس کا زائد صرف کردہ وقت کارآمد نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ مغربی معاشروں میں آٹھ گھنٹوں سے زیادہ کی ملازمت نہیں ہوتی اور یہ کہا جاتا ہے کہ آدمی انہی اوقات میں زیادہ سے زیادہ کام کر کے اپنے حصے کا کام پورا کرے، ہمیں بھی چاہئے کہ ہم اپنے معاش کے لئے ایک وقت مقرر کریں جو آٹھ گھنٹے سے زیادہ نہ ہو، انہی آٹھ گھنٹوں میں پوری قوت اور توانائی کے ساتھ کام کریں، بہت سارے لوگوں نے تجربہ کر کے یہ سیکھا ہے کہ واقعی جو کام ہم بارہ اور چودہ گھنٹوں میں کر رہے تھے وہی کام اب ہم آٹھ گھنٹوں میں کر سکتے ہیں، اس کے نتیجے میں ہم اپنے اوقات میں کافی اضافہ کر سکتے ہیں۔

معذرت کرنا سیکھیں:

روزمرہ معاملات میں ہم بعض اوقات تکلف یا تعلق کی وجہ سے وعدہ کر لیتے ہیں اور وقت کی کمی کی وجہ سے کوئی اس وقت کو پورا نہیں کر پاتے، اس کے نتیجے میں جن سے ہم وعدہ کرتے ہیں وہ بھی مشکل میں پڑ جاتے ہیں اور ہماری ساکھ بھی متاثر ہوتی ہے، اس بات کا بھرپور اہتمام کرنا چاہئے کہ فرد کسی کو وقت دینے سے پہلے پوری طرح اطمینان کر لے کہ یہ ممکن بھی ہو گا یا نہیں۔ معذرت کرنا کوئی گناہ کا کام نہیں، لیکن وقت دینے کے بعد نہ پہنچنا عہد کی خلاف ورزی ہے، مغربی دنیا میں کہا جاتا ہے کہ اگر آپ نے نہیں کہنا سیکھ لیا ہے تو آپ نے گویا اپنا آدھا وقت بچا لیا۔

(جاری ہے)

اشعارِ ختم نبوت

انتخاب: مولانا ڈاکٹر محمد الیاس فیصل، مدینہ منورہ

امیؐ لقب اور علم کا مصدر صلی اللہ علیہ وسلم
اہل سخن ہیں آج بھی ششدر
حاصل ایماں اس کی محبت اس کا تصور عین عبادت
شانِ نبوت ختم ہے اس پر صلی اللہ علیہ وسلم
(ستار وارثی)

نبی کوئی نہیں تم سا حبیب خالق اکبر
امام الانبیاء ہو تم نبوت ختم ہے تم پر
نہ دیکھا چشم عالم نے کوئی اور ایسا پیغمبر
سلام اللہ کا آتا ہو عرش پاک سے جس پر
(ستار وارثی)

بعثتِ ختم انبیاء کا کرم
اپنے بندوں پہ وہ خدا کا کرم
نہ تو بجھے دیا نہ بھڑکایا
یہ چراغوں پہ ہے ہوا کا کرم
(شاداں دہلوی)

رحمت للعالمین بن کر زمیں پر آ گیا
تھا جو خلاق ازل کا ایک عزم کامیاب
یوں تصور میں ہے شاداں روضہ ختم الرسلؐ
بس ہو گیا ہو جاگتی آنکھوں میں جیسے کوئی خواب
(شاداں دہلوی)

یہ مقام اسریٰ بعیدہٖ
یہ بہار جلوۂ سرمدی
یہ ظہور ذات محمدی
ہوئی ختم بزم پیمبری
صلوا علیہ و آلہ
(طالب جلال)

کون ہے فخر دوعالم تاجدار آخریں
قبلہ کون و مکاں کعبۂ دنیا و دیں
اسمہٗ احمد لقب محبوب رب العالمین
ساقی تسنیم و کوثر شاہ ختم المرسلینؐ
(طالب جلال)

ملکی دفاع کے تقاضے اور

قادیانی گروہ کی ہٹ دھرمی!

مولانا زاہدالراشدی

ستمبر کا پہلا عشرہ دفاع وطن کے حوالہ سے اہل پاکستان کے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ۶/ستمبر کو ”یوم دفاع پاکستان“ منایا جاتا ہے اور ۷/ستمبر کو ”یوم فضائیہ“ کے عنوان سے موسوم ہے جبکہ اسی روز کو ”یوم ختم نبوت“ بھی کہا جاتا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں ۶/ستمبر کو پاکستان کی مسلح افواج نے بھارتی جارحیت کا راستہ روکا تھا اور پاک فوج کے بہادر جوانوں نے جان پر کھیل کر بھارتی جرنیلوں کے لاہور میں داخل ہونے کے زعم کو ناکام بنادیا تھا، جبکہ ۷/ستمبر کو پاک فضائیہ نے فضائی جنگ میں بھارتی فضائیہ کا جرأتمندانہ سامنا کر کے اس کی فضائی برتری کا غرور توڑ دیا تھا، پھر اس کے نو سال بعد پارلیمنٹ نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ملک کی نظریاتی سرحدوں کے تحفظ کا سامان فراہم کیا تھا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان ایک خود مختار اور نظریاتی اسلامی ریاست کے طور پر ۱۹۴۷ء میں دنیا کے نقشے پر نمودار ہوا تھا، لیکن اسے ابتداء سے ہی اپنی جغرافیائی نظریاتی سرحدوں پر مسلسل خطرات کا سامنا ہے اور قوم کے مختلف طبقات دونوں محاذوں پر ملک کے دفاع کے لئے سرگرم عمل ہیں۔ برطانوی استعمار نے متحدہ ہندوستان کی تقسیم کے موقع پر ڈنڈی ماری اور کشمیر کا مسئلہ کھڑا کر کے پاکستان کے لئے سرحدات کے دفاع کے محاذ پر مستقل پریشانی پیدا کر دی۔ اس وقت بھارت کی کشمیر میں ناجائز مداخلت سے پاکستان کے دفاع کو خطرات سامنے آئے تو قومی وحدت کے اظہار کی ضرورت پیش آئی۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا شمار جمعیۃ علماء ہند اور مجلس احرار اسلام کے راہنماؤں میں ہوتا تھا جو قیام پاکستان کی مخالف جماعتیں شمار ہوتی تھیں، لیکن ان دونوں بزرگوں کی قیادت میں جمعیۃ علماء ہند اور مجلس احرار اسلام سے وابستہ علماء کرام اور کارکنوں نے پاکستان کے استحکام اور دفاع کی دوٹوک حمایت کا اعلان کیا اور امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے لاہور میں مسلم لیگی راہنما میاں ممتاز دولتانہ مرحوم کی صدارت میں دفاع پاکستان کانفرنس سے تاریخی خطاب کر کے اعلان کیا کہ پاکستان ہمارا وطن ہے اور اس کے تحفظ و دفاع کے لئے ہم سب یک جان اور متحد ہیں۔ چنانچہ اس وقت اور بعد میں جب بھی ضرورت پڑی پوری قوم نے متحد ہو کر پاکستان کے استحکام اور دفاع کے لئے اتحاد و اتفاق کا بھرپور مظاہرہ کیا حتیٰ کہ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے موقع پر قوم کی یکجہتی اور اتحاد کو مثال کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔

پاکستان کی جغرافیائی سرحدوں کے دفاع کے حوالہ سے آج بھی ملک کو بیرونی مداخلت اور ڈرون حملوں کی صورت میں شدید خطرات پیش ہیں، جس کے خلاف پارلیمنٹ کی متفقہ قرارداد اور آل پارٹیز کانفرنس کے اجتماعی موقف کی حد تک تو پوری قوم متفق ہے لیکن ان پر عمل درآمد کے حوالہ سے مقتدر طبقات نے جو دو رخی پالیسی اختیار کر رکھی ہے اس نے قومی خود مختاری کو درپیش مشکلات کو اور زیادہ سنگین بنا دیا ہے۔

اسی طرح ملک کے نظریاتی تشخص اور سرحدوں کے دفاع میں بھی قوم نے ہمیشہ اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کیا ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی تشخص اور نظریاتی سرحدوں کو جن گروہوں کی طرف سے خطرات اور سازشوں کا سامنا ہے ان میں قادیانی گروہ سب سے پیش پیش ہے جو پاکستان کی سالمیت و وحدت اور اس کی اسلامی بنیادوں کے خلاف نہ صرف یہ کہ خود مسلسل سرگرم عمل ہے بلکہ دنیا بھر میں اس کے لئے لابنگ کرتا ہے اور پاکستان دشمن عناصر کے درمیان رابطہ کا ذریعہ اور ان کے لئے کمین گاہ بنا ہوا ہے۔ پاکستان بننے کے فوراً بعد قادیانی گروہ کے اس وقت کے سربراہ مرزا بشیر الدین محمود نے اپنی جماعت کو اکھنڈ بھارت کا خواب بتایا اور بلوچستان پر قبضہ کر کے اسے قادیانی صوبہ بنانے کی بڑ ہانکی تو مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کے علماء کرام اس فتنہ اور سازش کے خلاف متحد ہو گئے، جس کے نتیجے میں ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت چلی اور تمام مسلمانوں نے یکجان ہو کر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے، وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی کو برطرف کرنے اور قادیانیوں کو تمام کلیدی عہدوں سے ہٹانے کا مطالبہ کیا، مسلمانوں نے بے پناہ قربانیاں دیں، ہزاروں علماء کرام نے گرفتاریاں دیں، ہزاروں کارکنوں نے جانوں کا نذرانہ پیش کیا اور دنیا پر واضح کر دیا کہ پاکستان کی عوام قادیانیوں

اوران کے بیرونی آقاؤں کے پاکستان کے خلاف عزائم سے پوری طرح آگاہ ہیں اور انہیں ناکام بنانے کے لئے متحد ہیں۔

یہ تحریک مسلسل جاری رہی حتیٰ کہ ۱۹۷۴ء میں پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے ملک گیر عوامی تحریک کے نتیجے میں مصور پاکستان علامہ محمد اقبال کی تجویز کے مطابق قادیانیوں کو دستوری طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ پارلیمنٹ کے اس متفقہ دستوری فیصلے میں اس وقت کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو مرحوم، قائد حزب اختلاف مولانا مفتی محمود، علامہ شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالحق، مولانا غلام غوث ہزاروی، چوہدری ظہور الٰہی، مولانا ظفر احمد انصاری اور پروفیسر غفور احمد کا کردار نمایاں تھا، جبکہ عوامی تحریک کے محاذ پر مولانا سید محمد یوسف بنوری، علامہ احسان الٰہی ظہیر، آغا شورش کاشمیری اور مولانا حافظ عبدالقادر روپڑی کی راہنمائی میں ہزاروں علماء کرام اور کارکنوں نے سرگرم کردار ادا کیا، مگر قادیانیوں نے اس فیصلہ کو تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے اور وہ دنیا میں ہر سطح پر پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ کے اس متفقہ دستوری فیصلے کے خلاف محاذ آرائی میں مصروف ہیں۔ حتیٰ کہ حالیہ انتخابات سے قبل بھی قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا مسرور احمد نے واضح طور پر اعلان کیا ہے کہ وہ اس فیصلے کو تسلیم نہیں کرتے، اسی وجہ سے وہ انتخابات میں شریک ہونے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ انہوں نے ووٹروں کی فہرست میں اپنا نام درج کرانے سے انکار جاری رکھا ہوا ہے اور وہ پاکستان میں صرف اس سیاسی جماعت کے ساتھ تعاون کریں گے جو قادیانیوں کو مسلمان تسلیم کرے اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے والے فیصلے کو ختم کرائے۔ اس کے بغیر وہ پاکستان کے کسی انتخابی عمل میں شریک نہیں ہوں گے۔

مرزا مسرور احمد کے اس اعلان سے واضح ہو گیا ہے کہ عالم اسلام کے متفقہ موقف پارلیمنٹ کے دستوری فیصلے، عدالت عظمیٰ کے مسلسل فیصلوں اور ملک کے تمام مکاتب فکر کے تمام اداروں، علمی مراکز اور علماء کرام کے اجماعی فیصلے کے باوجود قادیانی گروہ مصور پاکستان علامہ محمد اقبال مرحوم کی اس تجویز کو قبول کرنے سے انکاری ہے کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت کا درجہ دے کر ملک کی دیگر غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ ان کے شہری اور بنیادی حقوق کو تحفظ دیا جائے۔

قادیانی دنیا کے سامنے یہ واویلا کر رہے ہیں کہ پاکستان میں انہیں مذہبی اور شہری حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے، حالانکہ اصل بات یہ ہے کہ خود قادیانیوں نے اپنے لئے وہ حقوق تسلیم کرنے سے انکار کر رکھا ہے جو ملک کے دستور میں ان کے لئے طے شدہ ہیں۔ اس لئے اگر پاکستان میں قادیانیوں کے شہری حقوق کے حوالے سے کوئی مسئلہ ہے تو اس کی ذمہ داری پاکستان کی حکومت یا عوام پر نہیں بلکہ خود قادیانیوں پر عائد ہوتی ہے اور جب تک وہ اپنی ہٹ دھرمی ترک کر کے پورے عالم اسلام اور پاکستانی قوم کا فیصلہ تسلیم نہیں کرتے صورت حال میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں ہے۔

اس پس منظر میں مختلف مکاتب فکر کی دینی جماعتیں خاص طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ اور مجلس احرار اسلام ۷/ستمبر کو ”یوم ختم نبوت“ کے نام پر منارہی ہیں۔ اس روز چناب نگر، لاہور، ملتان، اور دیگر مقامات پر اجتماعات ہوں گے اور قادیانی مسئلے کے بارے میں مختلف راہنما خطاب کریں گے۔ گوجرانوالہ میں بھی ۸/ستمبر اتوار کو ظہر کے بعد مرکزی جامع مسجد میں جمعیۃ اہل السنۃ والجماعۃ کے زیر اہتمام ”تحفظ ختم نبوت سیمینار“ کے انعقاد کا پروگرام طے کیا گیا ہے جس میں مختلف دینی مکاتب فکر اور جماعتوں کے راہنما خطاب کریں گے۔ انشاء اللہ!

(روزنامہ اسلام کراچی، یکم ستمبر ۲۰۱۳ء)

قادیانی برطانوی سامراج کی پیداوار ہیں: مولانا اللہ وسایا

مجاہدین ختم نبوت نے ہر محاذ پر اس فتنے کو پسپا کیا: علامہ حمادی

ٹنڈو آدم (نامہ نگار) قادیانیت ہر محاذ پر پسپا ہوئی جبکہ مجاہدین ختم نبوت کامیاب ہوئے۔ قادیانیت کو کافر قرار دیا جانا اتحاد امت کا نتیجہ ہے۔ اس بات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا، صوبائی امیر علامہ احمد میاں حمادی، مرکزی مبلغین مولانا محمد علی صدیقی، مفتی حفیظ الرحمن رحمانی، مفتی محمد طاہر مکی، علامہ محمد راشد مدنی، مولانا توصیف احمد نے سانگھڑ، جھڈو، چانگ اور ٹنڈو آدم دفتر ختم نبوت میں مختلف اجتماعات سے خطابات کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کو ہر محاذ پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پسپا کر دیا ہے۔ مجاہدین ختم نبوت قانونی، آئینی طریقے سے ان کا تعاقب جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام زندہ ہیں انہیں کوئی موقع نہیں ملے گا۔ یہ برطانوی سامراج کی پیداوار ہیں انہیں وہیں چلے جانا چاہئے راہنماؤں نے کہا کہ اب آخری کیل قادیانیت کے تابوت میں ٹھکے گی، کیونکہ قومی اسمبلی ۱۹۷۴ء کی کارروائی سرکاری سطح پر چھپ کر منظر عام پر آرہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۷۴ء کی تحریک ہو یا ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت یہ سب اتحاد امت کا نتیجہ تھیں۔ آج بھی مسلمان اپنے اتحاد سے ہی گستاخان رسول کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ ۷/ستمبر کو یوم دفاع ختم نبوت کے حوالے سے پروگرام منعقد ہوں گے۔ (روزنامہ نوائے وقت کراچی ۲/ستمبر ۲۰۱۳ء)

مولانا مفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ کا

۱۹۷۴ء کی تحریک میں قائدانہ کردار!

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ کو اللہ پاک نے بے پناہ صلاحیتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ آپ نے اپنی صلاحیتیں دین اسلام کی نشر واشاعت، نظام مصطفیٰ کے نفاذ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے بھرپور استعمال کیں۔

۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کے سانحہ ربوہ کے بعد تحریک اٹھ کھڑی ہوئی۔ قیادت کے لئے قرعہ فال شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے نام نکلا۔ جو مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی امیر تھے۔ چنانچہ آپ کی قیادت میں تمام مکاتب فکر کے علمائے کرام، مشائخ عظام، دینی وسیاسی جماعتوں پر مشتمل ''مجلس عمل تحفظ ختم نبوت'' قائم کی گئی۔ مولانا مفتی محمودؒ مجلس عمل کے نائب صدر تھے۔ قومی اسمبلی (جس میں آپ قائد حزب اختلاف تھے) کے اندر اور اسمبلی کے باہر لاکھوں انسانوں سے خطاب فرمایا اور اپنی خطابت کا جادو جگایا۔ اس سلسلہ میں انہیں اس وقت کے رہنماؤں نے جن شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ پیش خدمت ہے۔ اس سے جہاں اسمبلی کے اندر اور باہر کی خدمات اجاگر ہوئی ہیں۔ وہاں قادیانیت کی سنگینی بھی سامنے آئی ہے۔ چنانچہ اس وقت مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر، تحریک میں مجلس کے نمائندہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ فرماتے ہیں:

''پارلیمانی محاذ پر دشمنان ختم نبوت کی شکست مفتی صاحب کی بے پناہ علمی، سیاسی اور فکری کوششوں کا نتیجہ تھی۔ صرف یہی نہیں کہ وہ قومی اسمبلی میں قادیانیوں سے آئینی اور قادیانی جماعت کے سربراہ سے علمی مباحثوں میں مصروف رہے۔ قومی محاذ پر بھی وہ تقریر وخطابت کے ذریعے ملت اسلامیہ کے دلوں کو گرماتے اور جذبوں کو بیدار کرتے رہے۔ اس سلسلہ میں ملک میں ہونے والے تمام بڑے اجلاسوں میں بنفس نفیس شریک ہوتے۔''

(ترجمان مفتی محمود نمبر ۱۱۲)

جماعت اسلامی پاکستان کے سابق نائب امیر اور اسمبلی میں مفتی صاحب کے ساتھی پروفیسر غفور احمد لکھتے ہیں کہ:

''تحریک ختم نبوت کے دوران بھی قومی اسمبلی کے اندر اور باہر مفتی صاحب بڑے سرگرم رہے۔ ان کی بصیرت اور علم نے اور ان کی محنت نے ہمارا مسلسل ساتھ دیا۔''

(قومی ڈائجسٹ مفتی محمود نمبر ۹۲ ص ۱۲)

سفیر ختم نبوت مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ رقمطراز ہیں کہ:

''۱۹۷۴ء میں جب قادیانیوں کے خلاف عوامی تحریک چلی جس کے نتیجہ میں مجلس عمل کی تشکیل ہوئی جس کے سربراہ حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ تھے۔ جب اس عوامی تحریک کے نتیجہ میں مسئلہ اسمبلی میں پہنچا تو اسمبلی میں علماء کی طرف سے کیس میں مکمل اور کامیاب نمائندگی حضرت مولانا مفتی صاحب مرحوم نے فرمائی اور مرزا ناصر پر ایسی جرح ہوئی کہ اس کے اوسان خطا ہوگئے۔''

(ترجمان اسلام مفتی محمود نمبر ص ۵۴۸)

مولانا زاہد الراشدی مدظلہ ۱۹۷۳ء کے آئین میں اسلامی دفعات شامل کرنے کے بارہ میں حضرت مفتی صاحبؒ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''مفتی صاحب مرحوم نے آئین میں مسلمان کی تعریف، صدر اور وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط اور قرآن وسنت کے متصادم قوانین نہ بننے کی ضمانت کو ضروری قرار دیا تھا۔ وہ رائے عامہ کے محاذ پر مسلسل جدوجہد کے بعد بالآخر ان امور کو ۱۹۷۳ء کے آئین میں شامل کرانے میں کامیاب رہے۔''

(ترجمان مفتی محمود نمبر ۱۶۸)

مولانا عبدالحکیم اکبری لکھتے ہیں کہ:

''۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے سارے ملک کی اسمبلی کے اندر اور باہر امت مسلمہ کی خوب ترجمانی فرمائی۔ آپ نے اپنی قوت استدلال سے مرزائیوں (قادیانی ولاہوری) کے کفر پر

قائل کر دیا اور آئین میں مفتی صاحبؒ کی کوشش اور دوڑ دھوپ سے وہ تاریخی اضافہ ہوا جس کی وجہ سے اس عظیم فتنہ کی جڑیں ہل گئیں۔ حضرت مفتی صاحبؒ فرمایا کرتے تھے کہ مرزائیوں کو باقاعدہ حکومت سے غیر مسلم اقلیت کروا کر آخرت کے بارہ میں اطمینان ہوگیا ہے۔''

(ترجمان اسلام مفتی محمود نمبر ص ۳۸،۳۹)

خطیب العصر مولانا عبدالمجید شاہ ندیم لکھتے ہیں کہ:

''تحریک ختم نبوت میں آپ کی قائدانہ خطابت نے تحریک میں جان ڈال دی کہ پوری قوم سربکفن ہوکر میدان میں آگئی۔ پارلیمنٹ میں مرزا ناصر کی تقریر پر جرح کرتے ہوئے دلائل و براہین سے اس کے جھوٹ کو بے نقاب کیا اور چند منٹوں میں اسمبلی ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ کیونکہ مفتی صاحبؒ نے قرآن وسنت اور اجماع امت سے اور منطقی استدلال سے مرزا ناصر کا کامیاب تعاقب کیا کہ اس کے لئے راہ فرار اختیار کرنے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رہا۔ بالآخر حکومت وقت کو مفتی صاحبؒ کے دلائل کے سامنے جھکنا پڑا اور فیصلہ ہوگیا کہ مرزا غلام احمد اور اس کے پیروکاروں کا مسلم برادری سے کوئی تعلق نہیں۔''

(ترجمان اسلام مفتی محمود نمبر ص ۱۸۱)

علامہ علی غضنفر کراروی تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

''تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں مرحوم کی خدمات جلیلہ اور جدوجہد مخلصانہ نیز قومی اسمبلی میں ملت اسلامیہ کی نمائندگی ناقابل فراموش کارنامے ہیں۔ یہی وہ بین نقوش تھے جنہوں نے میرے دل و دماغ کو متاثر کیا۔''

(ترجمان اسلام ص ۷۳)

ملت اسلامیہ کا موقف:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی جمیلہ سے ملت اسلامیہ کا موقف مرتب ہوئی اور اسمبلی میں تقسیم کی گئی۔ مولانا مفتی محمودؒ نے قومی اسمبلی میں اسے حرفاً حرفاً پڑھا۔ جس کے نتیجہ میں ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ غرضیکہ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کی عظیم الشان خدمات کو آب زر سے لکھا جائے گا۔ اللہ رب العزت مولانا مفتی محمودؒ کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین!

☆☆..............☆☆

توہین رسالت قانون کے خاتمے کی کوئی جرأت نہیں کرسکتا: وفاقی وزیر سردار محمد یوسف

قانون سازی کی منتظر چھ ہزار سے زائد سفارشات جلد پارلیمنٹ میں پیش کردیں گے، مجلس صوت الاسلام کی تقریب میں اظہار خیال

کراچی (نیوز رپورٹر) وفاقی مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی سردار محمد یوسف نے انکشاف کیا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی چھ ہزار سے زائد سفارشات کئی دہائیوں سے قانون سازی کی منتظر ہیں، یہ سفارشات پارلیمنٹ میں پیش کردی جائیں گی۔ انہوں نے اعلان کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی تشکیل نو کے لئے اقدامات کئے جارہے ہیں۔ قانون توہین رسالت کے خاتمے کی کوئی جرأت نہیں کرسکتا.... تقریب میں شہر بھر کے علماء کی کثیر تعداد نے شرکت کی، وفاقی مذہبی امور نے کہا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان کا آئینی اور اسلامی ادارہ ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ۶۰ سال گزرنے کے باوجود اس ادارے کی سفارشات پر عملدرآمد نہیں کیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کے قیام اور آئین میں اسلامی شقوں کی شمولیت میں علماء کا بہت اہم کردار رہا ہے، وہی کردار آج کل مجلس صوت الاسلام ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ اور عوام کی رہنمائی کے لئے ادا کررہی ہے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی چھ ہزار سے زائد سفارشات جن کا تعلق ملکی قوانین اور دیگر ضروری امور کے حوالے سے ہے زیر التواء پڑے تھے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دہائیوں سے کسی نے ان پر توجہ نہیں دی، میں نے عہدہ سنبھالتے ہی پہلے مرحلے پر اس حوالے سے مکمل سمری تیار کروائی اور منظوری کے لئے وزیر اعظم کو بھیج دی ہے جس کے بعد قانون سازی کے لئے یہ سمری پارلیمنٹ میں پیش کی جائے گی اگر اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل کیا گیا تو اس ملک کے بہت سارے مسائل از خود حل ہوجائیں گے۔ اب ان سفارشات کو زیر التواء رکھنے کے بجائے عملدرآمد کی ضرورت ہے اور ہماری حکومت یہ کارنامہ سرانجام دے گی۔ میاں محمد نواز شریف اس ملک کی سلامتی اور بقا کے لئے نہ صرف نیک خواہشات رکھتے ہیں بلکہ اس ملک کی بہتری کے لئے وہ ہر قربانی کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل اور مرکزی رویت ہلال کمیٹی کی تشکیل نو کے حوالے سے جلد اقدامات کئے جائیں گے۔ سردار محمد یوسف نے کہا کہ تحفظ ناموس رسالت کا قانون امت مسلمہ کا مشترکہ مطالبہ تھا جس کو آئین میں شامل کیا گیا۔ اب کچھ قوتیں اس قانون کے خاتمے کے لئے کوشاں ہیں لیکن میں ان پر واضح کردینا چاہتا ہے کہ دنیا کی کوئی قوت قانون تحفظ ناموس رسالت کو کبھی بھی ختم نہیں کرسکتی اور ایسی کوشش کرنے والوں منہ توڑ جواب ملے گا..... (نوائے وقت کراچی، یکم ستمبر ۲۰۱۳ء)

ایمان افروز

غیروں کی گواہی!

محمد یاسین

آپ نے مشہور فرانسیسی مصنف ڈاکٹر مورس بکائی کا نام سنا ہوگا، وہ ایک زمانہ میں غالباً پورے فرانس کی میڈیکل ایسوسی ایشن کے صدر تھے، سائنس دان ہیں اور بہت بڑے ہارٹ اسپیشلسٹ اور شاہ فیصل مرحوم کے ذاتی معالج تھے اور شاہ فیصل مرحوم کا علاج کرنے کے لئے ان کو وقتاً فوقتاً ریاض بلایا جاتا تھا۔ ایک مرتبہ ان کو ریاض بلایا گیا تو یہ سرکاری مہمان کے طور پر ہوٹل میں ٹھہرے وہاں ہوٹل کے کمرے میں قرآن پاک کا ایک نسخہ انگریزی ترجمہ کے ساتھ رکھا ہوا تھا، انہوں نے وقت گزاری کے لئے اس کی ورق گردانی شروع کردی۔ عیسائی تھے اس لئے ظاہر ہے کبھی قرآن پاک پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا، اس انگریزی ترجمہ کی ورق گردانی کے دوران خیال ہوا کہ قرآن پاک میں بعض ایسے بیانات پائے جاتے ہیں جو سائنسی نوعیت کے ہیں۔ مثلاً بارش کیسے ہوتی ہے؟ انسان کی ولادت کن مراحل سے گزر کر ہوتی ہے؟ اسی طرح اور بھی کئی چیزوں کی تفصیلات کا تذکرہ تھا۔

چونکہ وہ خود میڈیکل سائنس کے ماہر تھے، اس لئے انہوں نے ان بیانات کو زیادہ دلچسپی کے ساتھ پڑھنا شروع کیا۔ اس سے ان کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر اسی طرح کے بیانات بائبل میں بھی ہیں اور ان کے ساتھ قرآن پاک کے بیانات کا تقابل کیا جائے تو دلچسپ چیز سامنے آسکتی ہے۔ انہوں نے واپس جانے کے بعد اس مشغلہ کو جاری رکھا اور بائبل میں جو اس طرح کے بیانات تھے، ان کی نشاندہی کی اور پھر ان دونوں بیانات کا تقابلی مطالعہ کیا، ظاہر ہے کہ وہ مسلمان نہیں تھے اور قرآن کے ساتھ کوئی عقیدت مندی نہیں تھی، انہوں نے خالص اور خالص سائنسی تحقیقی پیمانے سے قرآن پاک اور بائبل کے بیانات کو دیکھا اور اس نتیجے پر پہنچے کہ قرآن پاک میں سائنسی نوعیت کے جتنے بیانات ہیں وہ سب کے سب درست ہیں اور بائبل میں سائنسی نوعیت کے جتنے بیانات ہیں وہ سب کے سب غلط ہیں۔ انہوں نے ان نتائج پر مشتمل ایک کتاب شائع کی ''دی بائبل قرآن اینڈ سائنس'' جس کا اردو اور انگریزی سمیت بہت سی زبانوں میں ترجمہ ملتا ہے۔

اس کتاب کے بعد اسلامیات میں ان کی دلچسپی مزید بڑھ گئی اور انہوں نے تھوڑی سی عربی بھی سیکھ لی۔ ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم سے ان کے مراسم اور روابط بڑھ گئے، دونوں پیرس میں رہتے تھے، بعد میں ان کو خیال ہوا کہ اسی طرح کا مطالعہ صحیح بخاری کا بھی کرنا چاہئے، انہوں نے صحیح بخاری کا مطالعہ بھی شروع کردیا، صحیح بخاری میں سائنسی نوعیت کے جتنے بیانات تھے، ان کی الگ سے فہرست بنائی، انہوں نے اس طرح کے غالباً سو بیانات منتخب کئے، ان سو بیانات کا ایک ایک کرکے جائزہ لینا شروع کیا اور دیکھا کہ کس بیان کے نتائج سائنسی تحقیق میں کیا نکلتے ہیں؟ یہ سب بیانات جمع کرنے اور ان پر غور کرنے کے بعد انہوں نے ایک مقالہ لکھا جو ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کو دکھایا۔

ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کا کہنا تھا کہ جب میں نے اس مقالہ کو پڑھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ صحیح بخاری کے جو سو بیانات میں نے منتخب کئے ہیں، ان میں سے اٹھانوے بیانات تو سائنسی تحقیق میں صحیح ثابت ہوئے ہیں، البتہ دو بیانات غلط ہیں۔ ڈاکٹر مورس بکائی نے جن دو بیانات کو غلط قرار دیا تھا ان میں سے ایک تو صحیح بخاری میں درج حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے:

''جس میں آپ نے فرمایا کہ جب کھانے میں کوئی مکھی گر جائے تو اس کو اندر پورا ڈبو کر پھر نکالو، اس لئے کہ مکھی کے ایک پر میں بیماری اور دوسری میں شفا ہوتی ہے، تم دونوں پروں کو اس میں ڈبو دو تا کہ شفا والا حصہ بھی کھانے میں ڈوب جائے، جب وہ گرتی ہے تو بیماری والا حصہ کھانے میں پہلے ڈالتی ہے۔''

ڈاکٹر مورس کا خیال تھا کہ یہ غلط ہے، مکھی کے کسی پر میں شفا نہیں ہوتی، مکھی گندی چیز ہے۔

دوسری بات جو انہوں نے غلط قرار دی وہ بھی صحیح بخاری کی روایت ہے:

''عرب میں ایک قبیلہ عرینہ تھا، اس قبیلہ کے کچھ لوگ مدینہ آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ میں ٹھہرنے کے لئے ٹھکانہ دیا اور کچھ صحابہ کو ان کی مہمانداری کے لئے مقرر کیا، مدینہ منورہ کی آب وہوا ان کو موافق نہیں آئی اور وہ بیمار ہوگئے، پیٹ پھول گئے اور ایک خاص انداز کا بخار جس کو آج کل (Yellow Fever) کہتے ہیں ان کو ہوگیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بیماری دیکھی تو آپ نے ان سے فرمایا کہ تم مدینہ کے باہر فلاں جگہ چلے جاؤ، جہاں بیت المال کے سرکاری اونٹ رکھے جاتے تھے، وہاں جاکر رہو، اونٹ کا دودھ بھی پیو اور پیشاب بھی پیو۔''

بات عجیب سی ہے لیکن بخاری شریف میں یہی درج ہے، چنانچہ انہوں نے یہ علاج کیا اور چند روز

وہاں رہنے کے بعد ان کو شفا ہوگئی۔ جب طبیعت ٹھیک ہوگئی تو انہوں نے اونٹوں کے باڑے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مامور چوکیدار کو شہید کردیا اور بیت المال کے اونٹ لے کر فرار ہوگئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ کو ان کا پیچھا کرنے کے لئے بھیجا اور وہ لوگ گرفتار کرکے قصاص میں قتل کردیئے گئے۔

اس پر موریس بکائی نے ڈاکٹر حمید اللہ سے کہا: سائنسی اعتبار سے یہ غلط ہے، کیونکہ پیشاب تو جسم کا (Refuse) ہے۔ انسانی جسم خوراک کا جو حصہ قبول نہیں کرسکتا۔ اسے جسم سے خارج کردیتا ہے، ہر مشروب کا وہ حصہ جو انسانی جسم کے لئے ناقابل قبول ہے، تو وہ جسم سے خارج ہوجاتا اور وہ انسانی جسم کے لئے قابل قبول نہیں ہوتا، لہٰذا اس سے علاج کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر حمید اللہ نے اس کے جواب میں ڈاکٹر موریس بکائی سے کہا: لیکن ایک عام آدمی کے طور پر میرے کچھ شبہات ہیں جن کا آپ جواب دیں تو پھر اس تحقیق کو اپنے اعتراضات کے ساتھ ضرور شائع کردیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ: میں نے میٹرک میں سائنس کی ایک دو کتابیں پڑھی تھیں، اس وقت مجھے کسی نے بتایا کہ سائنس دان جب تجربات کرتے ہیں اگر تجربہ دو مرتبہ صحیح ثابت ہوجائے تو سائنس دان اس کو پچاس فیصد درجہ دیتا ہے اور جب تین چار مرتبہ صحیح ثابت ہوجائے تو اس کا درجہ اور بھی بڑھ جاتا ہے اور چار پانچ مرتبہ کے تجربات میں بھی اگر کوئی چیز صحیح ثابت ہوجائے تو آپ کہتے ہیں، فلاں بات سو فیصد ثابت ہوگئی، حالانکہ آپ نے سو مرتبہ تجربہ نہیں کیا ہوتا۔ ڈاکٹر موریس نے کہا کہ جی ہاں! واقعی ایسا ہے۔ اگر چار پانچ تجربات کا ایک ہی نتیجہ نکل آئے تو ہم کہتے ہیں کہ سو فیصد یہی نتیجہ ہے، اس پر ڈاکٹر حمید اللہ نے کہا کہ جب آپ نے صحیح بخاری کے سو بیانات میں سے اٹھانوے تجربہ کرکے درست قرار دے دیئے ہیں تو پھر ان دو نتائج کے تجربات بھی درست کیوں نہیں مان لیتے؟ جب کہ پانچ تجربات کرکے آپ سو فیصد مان لیتے ہیں، یہ بات تو خود آپ کے مطابق بھی غلط ہے۔ ڈاکٹر موریس بکائی نے اس کو تسلیم کیا کہ واقعی ان کا یہ نتیجہ اور یہ اعتراض غلط ہے۔

دوسری بات ڈاکٹر حمید اللہ نے یہ کہی کہ میرے علم کے مطابق آپ میڈیکل سائنس کے ماہر ہیں، انسانوں کا علاج کرتے ہیں تو آپ کو پتہ نہیں کہ دنیا میں کتنے قسم کے جانور پائے جاتے ہیں، پھر ڈاکٹر بکائی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ علم حیوانات میں کیا کیا شعبے اور کون کون سی ذیلی شاخیں اور ان میں کیا کیا چیزیں پڑھائی جاتی ہیں؟ کیا آپ کو پتہ ہے کہ دنیا میں کتنی اقسام کی مکھیاں ہوتی ہیں؟ کیا آپ نے کوئی سروے کیا ہے کہ دنیا میں کس موسم میں کس قسم کی مکھیاں پائی جاتی ہیں؟ جب تک آپ عرب میں ہر موسم میں پائی جانے والی مکھیوں کا تجربہ کرکے اور ان کے ایک ایک جزو کا معائنہ کرکے، لیبارٹری میں چالیس پچاس سال لگا کر نہ بتائیں کہ ان میں کسی مکھی کے پر میں کسی قسم کی شفا نہیں ہے، اس وقت تک آپ یہ مفروضہ کیسے قائم کرسکتے ہیں کہ مکھی کے پر میں بیماری یا شفا نہیں ہوتی؟ ڈاکٹر موریس بکائی نے اس سے بھی اتفاق کیا کہ واقعی مجھ سے غلطی ہوئی۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اگر آپ تحقیق کرکے یہ ثابت بھی کردیں کہ مکھی کے پر میں شفا نہیں ہوتی تو یہ کیسے پتہ چلے گا کہ چودہ سو سال پہلے ایسی مکھیاں نہیں ہوتی تھیں؟ ہوسکتا ہے ہوتی ہوں، ممکن ہے ان کی نسل ختم ہوگئی ہو۔ جانوروں کی ایک نسل آئی اور بعد میں وہ ختم ہوگئی۔ ڈاکٹر موریس نے اس کو بھی درست تسلیم کیا، پھر ڈاکٹر حمید اللہ نے کہا کہ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کا پیشاب پینے کا حکم دیا، حالانکہ شریعت نے پیشاب کو ناپاک کہا ہے، یہ بھی درست ہے لیکن ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ میں بطور ایک عام آدمی (Layman) کے یہ سمجھتا ہوں کہ بعض بیماریوں کا علاج تیزاب سے بھی ہوتا ہے، دواؤں میں کیا ایسیڈ شامل نہیں ہوتے؟ جانوروں کے پیشاب میں کیا ایسیڈ شامل نہیں ہوتا؟ ہوسکتا ہے کہ بعض علاج جو آج خالص اور آپ کے بقول پاک ایسیڈ سے ہوتا ہے تو عرب میں اس کا رواج ہو کہ کسی نیچرل طریقے سے لیا ہوا کوئی ایسا لیکوئیڈ جس میں تیزاب کی ایک خاص مقدار پائی جاتی ہو، وہ بطور علاج کے استعمال ہوتا ہو تو اس میں کون سی بات بعید از امکان اور غیر سائنسی ہے؟

پھر ڈاکٹر موریس سے کہا کہ آج سے کچھ سال پہلے میں نے ایک کتاب پڑھی تھی۔ ایک انگریز سیاح تھا جو پورے جزیرۂ عرب کی سیاحت کرکے گیا تھا، اس کا نام تھا ڈاؤٹی، ۱۹۲۴ء میں اس نے پورے عرب کا دورہ کیا تھا اور دو کتابیں لکھی تھیں، جو بہت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنوں کا انتخاب

ضلع بنوں میں رکنیت سازی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا عابد کمال کی زیر نگرانی شروع ہوگئی تھی، پورے ضلع کی ۴۹ یونین کونسلوں میں بھرپور طور پر رکنیت سازی کی گئی، اس کے بعد جامعہ معراج القرآن، حافظ جی مسجد میں انتخابی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ خیبر پختونخوا کے امیر مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی نے کی۔ چنانچہ مولانا عظمت اللہ سعدی کو امیر، مولانا شمس الحق کو نائب امیر، مولانا قاری امام یوسف نقشبندی کو ناظم اعلیٰ، مولانا شہید نواز کو ناظم تبلیغ، مولانا قاری سعید احمد کو ناظم نشر و اشاعت، مولانا قاری زبیر اللہ کو ناظم مالیات منتخب کیا گیا۔

زبردست کتابیں ہیں اور جزیرۂ عرب کے جغرافیہ پر بڑی بہترین کتابیں سمجھی جاتی ہیں۔ ایک کا نام "Dwswrta Arabia" اور دوسرے کا نام "Arabia Perat" ہے یعنی "جزیرۂ عرب کا صحرائی حصہ" اور "جزیرۂ عرب کا پہاڑی حصہ" وہ اپنی ایک یادداشت میں لکھتا ہے:

"جزیرۂ عرب کے سفر کے دوران ایک موقع پر میں بیمار پڑ گیا۔ پیٹ پھول گیا، رنگ زرد پڑ گیا اور مجھے زرد بخار کی طرح کی ایک بیماری ہوگئی، جس کا میں نے دنیا میں جگہ جگہ علاج کروایا لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوا۔ آخر کار جرمنی میں کسی بڑے ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ جہاں تمہیں یہ بیماری لگی ہے وہاں جاؤ، ممکن ہے کہ وہاں کوئی مقامی طریقہ علاج ہو یا کوئی عوامی انداز کا کوئی دیسی علاج ہو، کہتے ہیں کہ جب میں واپس آیا تو جس بدو کو میں نے خادم کے طور پر رکھا ہوا تھا، اس نے دیکھا تو پوچھا کہ یہ بیماری آپ کو کب سے ہے؟ میں نے بتایا کہ کئی مہینے ہوگئے اور میں بہت پریشان ہوں، اس نے کہا کہ ابھی میرے ساتھ چلئے، مجھے اپنے ساتھ لے کر گیا اور ایک ریگستان میں اونٹ کے باڑے میں لے جا کر کہا کہ آپ کچھ دن یہاں رہیں اور یہاں اونٹ کے دودھ اور پیشاب کے علاوہ کچھ نہ پئیں، چنانچہ ایک ہفتہ تک یہ علاج کرنے کے بعد میں بالکل ٹھیک ہوگیا، مجھے بہت حیرت ہے۔"

ڈاکٹر حمید اللہ نے ڈاکٹر موریس سے کہا: یہ دیکھئے کہ ۱۹۲۵ء میں ایک مغربی مصنف کا لکھا ہوا ہے۔ موریس بکائی نے اپنے دونوں اعتراضات واپس لے لئے اور اس مقالہ کو انہوں نے اپنے دونوں اعتراضات کے بغیر ہی شائع کردیا۔

(بشکریہ ماہنامہ "صوت الحرمین" فیصل آباد، اگست ۲۰۱۳ء)

زبان کی پاکیزگی

یہ بات ہر شخص جانتا ہے کہ آدمی کے جسم میں زبان ایک ایسا عضو ہے جو اپنی جگہ بڑی اہمیت رکھتا ہے، اگر آدمی کے پاس زبان نہ ہوتی تو اس میں اور دوسرے جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہتا۔ حیوان اور انسان میں دنیاوی اور ظاہری فرق اسی زبان کی وجہ سے ہے۔ زبان جیسا عضو ہوتا تو ہر جانور کے منہ میں ہے لیکن ان کی زبان اور انسان کی زبان میں بہت بڑا فرق ہے۔ انسان اپنی زبان سے غذا کی لذت حاصل کرنے اور چیزوں کا ذائقہ چکھنے کے علاوہ اپنے دل کی بات ظاہر کرنے اور اپنا منشاء دوسروں پر واضح کردینے کا بھی کام لیتا ہے۔ یہی زبان ہے جس سے ہم اپنی بات دوسروں تک پہنچاتے ہیں، جو کچھ ہم کہنا چاہتے ہیں اس کا وسیلہ صرف زبان ہے، اب اگر ہم اپنی خواہشات کو دیکھیں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ ہماری جائز ہر طرح کی خواہشیں چھپی ہوئی ہیں، غلط اور صحیح ہر قسم کا جذبہ ہمارے اندر پوشیدہ ہوتا ہے، اس کا اظہار سب سے پہلے زبان کرتی ہے، اگر ہم اس کو بے لگام چھوڑ دیں اور جو کچھ ہمارے جی میں آئے اس کے مطابق ہم اپنی زبان کو استعمال کرتے رہیں تو واقعہ یہ ہے کہ ہم اس سے فائدہ کے بجائے نقصان زیادہ اٹھائیں گے اور یہ ہمارا رات دن کا تجربہ ہے کہ زبان کی بدولت کتنے فتنے پیدا ہوتے ہیں لیکن ہمیں اس کا صحیح اندازہ نہیں ہوسکتا۔ اس لئے زبان کے اس نقصان سے محفوظ رہنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت تاکید فرمائی ہے۔ ایک حدیث میں آپ نے ارشاد فرمایا:

"مومن کے لئے نہ یہ مناسب ہے کہ وہ ہر وقت گالیاں بکتا ہے اور نہ یہ کہ فحش کلامی اور بدزبانی میں مصروف رہے۔" (ترمذی شریف)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی خصوصیت یہ بتلائی ہے کہ اس کی زبان سے کوئی غلط اور بے جا لفظ نہیں نکلتا وہ اپنے منہ سے کوئی ایسی بات نہیں کہہ سکتا جو یا تو اس کی شان کے خلاف ہو یا جس سے کسی کو کوئی ایذا پہنچتی ہو۔

اب دیکھئے کہ زندگی کے ہر گوشہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیسی کیسی قیمتی ہدایات دی ہیں، جو شخص اپنے اوپر اتنا قابو پالے کہ اس کے منہ سے کسی کے حق میں کوئی برا کلمہ نہ نکلے تو دنیا میں اس سے زیادہ محبوب اور مقبول پھر کون ہوسکتا ہے؟

اس لئے ہمیں اپنی زبان صرف اور صرف مفید اور کام کے مواقع پر استعمال کرنا چاہئے نہ یہ کہ ہر جگہ اس کو استعمال کریں، زیادہ بولنا یہ خود اپنی جگہ نقصان کا باعث ہوتا ہے۔ عربی کا مشہور مقولہ ہے: "من صمت نجا" (جو خاموش رہا اور زبان کو ناپ تول کر استعمال کیا، وہ کامیاب ہوگیا)۔

زبان انسان کو لوگوں کی نظروں میں محبوب بھی بنادیتی ہے اور مبغوض بھی۔ شرط یہ ہے اس کا استعمال درست ہو اور لایعنی باتوں سے پرہیز کرتا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زبان کے صحیح استعمال اور عمل صالح کی توفیق دے اور بدزبانی سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

حرمت نبوت ورسالت کا تحفظ

اقوامِ عالم کی ضرورت

مولانا قاری محمد ادریس ہوشیار پوری

اس روئے زمین پر بسنے والے انسان کے لئے ضروری ہے کہ کسی ضابطہ ونظام کے تحت زندگی گزارے اور وہ طرزِ زندگی اس کے طرزِ فکر کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کے مقصدِ زندگی پر روشنی بھی ڈالے۔

یہ روش وطریقہ کہ دنیا میں آنے کے بعد شب و روز کے تانے بانے سے تکمیل حیات کی اور کوچ کر گئے، یہ امتیازِ انسانیت نہیں اور اس کو انسانیت کی خصوصیت کہنا اس لئے مشکل ہے کہ عقل و مشاہدہ ہمیں بتلا رہا ہے کہ یہی کچھ ہر متنفس اور حیوان بھی کر رہا ہے جس کے لئے نہ افکار کی گنجائش اور نہ کسی عقلی دلیل کی ضرورت اور اگر ایک قدم اور آگے بڑھا کر کہہ دیا جائے کہ حرکت وحس سے عاری مخلوق بھی تکمیل ایام کے بعد راہِ فنا اختیار کر لیتی ہے تو مقامِ انسانیت اس پستی کی طرف چلا جاتا ہے کہ اس کی رفعت کی نشاندہی ایک مشکل ترین امر ہو جاتا ہے۔

....

اس تناظر میں دیکھا جائے تو انسانیت دو بڑے طبقات میں تقسیم ہو جاتی ہے، ایک جو ضابطۂ زندگی اور نظامِ حیات کی ضرورت سمجھتی ہے اور اسی کے تحت گزر اوقات کرتی ہے اور ایک وہ جو اپنے اندر ابھرنے والے احساسات وخواہشات کے تحت۔

ہماری گفتگو کا رخ اور مدار اس وقت وہ طبقہ و افراد ہیں جو آزادانہ طرزِ حیات کی بجائے ہر طرح، ہر لحاظ سے ہر ایک وقت کسی ضابطہ کے تحت ہیں اور اس میں اجتماعی انسانیت کے حقوق وحدود کا لحاظ رکھا گیا ہو.... فردِ انسانی جیسے اجتماعی انسانیت کا لحاظ رکھے وہاں اجتماع انسانیت بھی فردِ انسانیت کو نظر انداز نہ کر سکے۔

نیز اس تمام تر نظام میں جیسے جسم کے ظاہری تقاضوں کو مدِنظر رکھا جا سکے، اسی طرح انسان کے اندر حرکت وعمل کا باعث بننے والی روح کا پاس کیا گیا ہو.... یہ انتہائی تعجب خیز مرحلہ ہوگا کہ پوری کی پوری انسانیت رگ وپے میں دوڑنے والے خون اور اس کی گردش کو تو جانے مگر اس کی انرجی اور پاور کو نہ جانے اور نہ اس کے بقا کی فکر کرے۔

بہرحال اس تقسیم کے پھیلاؤ کو جب ہم اکائیوں میں محصور کریں تو انسانیت کا ایک طبقہ وہ ہے جو کسی بھی دائرہ فکر سے آزاد ہو کر مرتا، جیتا ہے اور ایک وہ ہے جو جذبات و احساسات، افکار و خیالات اور حرکات و سکنات میں اپنی مرضی وخواہش کے تحت نہیں چل سکتا۔

نظامِ زندگی کی یہ جامعیت اور قانون و دستور کی یہ وسعت بہت بڑے گہرے علم وفکر کی متقاضی ہے جو صرف اور صرف "بابِ نبوت" سے مل سکتی ہے، اس لئے نبوت کے علم کی روشنی میں زندگی گزارنا انسانیت کی ضرورت ہے جو کسی اور دروازہ پر دستیاب نہیں.... کسی بھی شاہراہ پر چلتے ہوئے اگر علم کی روشنی حاصل ہے، نشانِ منزل معلوم ہے، مقصدِ سفر متعین ہے تو ایسے شخص کے قلبی اطمینان کے لئے کسی دلیل وحجت کی ضرورت نہیں رہ جاتی۔ اگر یہ عناصر مفقود ہوں تو ذہنی پراگندگی اور قلب کی بے اطمینانی، فکر وعمل کی بے مقصدیت جس کرب وبے چینی میں مبتلا کر سکتی ہے یہ بھی محتاجِ دلیل نہیں ہے۔

اسی لئے حق تعالیٰ شانہ نے ازل سے نبوت کو انسانی ضرورت کے طور پر جاری فرمایا اور بابِ نبوت سے ریزہ چینی نے انسان کو طرزِ زندگی اور فکرِ زندگی عطا فرمایا۔

اسی لئے امم وملل کا تعارف اسی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے ہوا اور اس نبی ہی کے حوالہ سے انہیں تاریخ میں یاد کیا جانے لگا، گویا وقت کے نبی اور اس کی مخاطب امت کا باہمی اختصاص اسے اقوامِ دنیا میں تعارف کا باعث بنا، اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ امتوں کا تعارف انبیاء علیہم السلام کے حوالہ سے ہے، ان کا تقدس واحترام اس لئے ضروری ہے کہ انسانیت کے تشخص وامتیاز کا سوال ہے.....

اس کائنات کو پیدا کرنے والی قوت غیر مرئی ہے جو ظاہری آنکھ سے دیکھی نہیں جا سکتی.... معاد و قیامت کے تسلیم کے باوجود اس کی آمد کا انتظار اور عمل کا ردِ عمل ہے جو فطری ترتیب سے ظہور پذیر ہوتا ہے، صرف "نبوت" ہی کا ظہور مقصود ہے، جس کے حوالہ سے امتوں کا تعارف ہے..... اس لئے حرمت نبوت کو تسلیم نہ کرنے کا نقصان خود انسانیت ہی کو سرف حرمت سے خالی کرتا ہے۔ اس لئے ایسے لوگ جو حرمت انبیاء علیہم السلام کو ختم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں، جو ہر ملت وامت کی اپنی ضرورت ہے نہ انہوں نے خود کو پہچانا اور نہ ہی اپنے نبی کی عظمت کو پہچانا۔

نیز اس کا یہ پہلو مزید افسوسناک ہے کہ حرمت

نبوت کے مسئلہ پر وہ اقوام عالمی سطح پر باہم دست و گریبان ہیں جو وحی اور نبوت کو تسلیم کرتی ہیں۔ ان میں بنیادی مسائل میں اختلاف نہیں، توحید، معاد، جنت و دوزخ، ملائکہ اس قسم کی تمام مغیبات کو نہ صرف قابل تسلیم سمجھتی ہیں بلکہ ان کے ایمان کا حصہ بھی ہے، ان میں باہم حرمت نبوت و رسالت پر تصادم ہے..... یہ تصادم فکر و نظر اگر وحی کے نہ ماننے والوں میں اور ماننے والوں میں ہوتا تو بات سمجھ آتی تھی۔

مگر افسوس کا پہلو یہ ہے کہ تصادم کی موجودہ شکل میں انسانیت کے اس بڑے طبقہ کے سامنے وہ گروہ جنگ جنسائی کا باعث بنا ہوا ہے جو وحی اور نبوت کے تمام لوازمات کو تسلیم کرتا ہے۔

اس لئے حرمت نبوت و رسالت کا قانون امتوں کے تعارف و تشخص کا ذریعہ ہے، آپ بین الاقوامی سطح پر ماننے سے خود انسانیت کا شرف ہے، ورنہ ہر نبی اتنی عظمت کا مالک ہوتا ہے کہ وہ اپنی عظمت و تقدس میں اپنی امت کی طرف سے اضافہ کا محتاج نہیں ہوتا، وہ امت کو عظمت دینے آتا ہے، امت سے اعزاز و عظمت کی بھیک مانگنے یا وصول کرنے نہیں آتا۔

وحی کی عظمت و حرمت کو تسلیم کرنے والے تین گروہ یہود، عیسائی اور مسلمان ہیں۔ یہود اور مسلم دو انتہاؤں پر ہیں اور عیسائی درمیان میں تھے..... یہودیت نے عیسائی دنیا کو بھی رسوا کیا اور اس دشمنی کے اشتراک جو یہود کو مسلمانوں سے بھی ہے کہ باوجود اپنے شیشے میں اتارنے میں کامیاب ہوگئے، اس کی تہہ میں جو بھی وجوہ ہوں مگر واقعاتی صورت یہی ہے کہ باوجود نصاریٰ کے عقیدہ کے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قاتل یہود ہیں، ان کو "عیسائی فادر اتھارٹی" نے نہ صرف ان کا گناہ معاف کرکے انہیں عیسائیت میں گھسنے کا راستہ فراہم کردیا..... بلکہ وہ دو دشمنوں کی بجائے صرف ایک "دشمن مسلم" کے مد مقابل تنہا ہونے کی بجائے عیسائی قوت کو بھی اپنی پشت پر لاکر دنیائے انسانیت میں سب سے بڑے فساد برپا کرنے کی حیثیت میں سامنے آگئے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ یہود نے دنیا کی سب سے بڑی "مغضوب علیہم" قوم کی حیثیت سے اپنی ان بھی صفات کے ساتھ اپنے کو ظاہر کرنا شروع کیا جو ہمیشہ سے ان کے متعارف کراتی رہیں۔

مسلمانوں نے نصاریٰ کو اپنے قریب کرنے کے لئے سیاسی و اقتصادی امداد کے نام پر جال لگانے کی بجائے قرآن کریم کے ارشاد کی روشنی میں اپنے قریب کرنا چاہا:

"ولتجدن اقربہم مودۃ للذین آمنو الذین قالو ا انا نصاریٰ."

تاہم یہود اپنی سازش میں کامیاب ہوئے اور آج دنیا کے شر و فساد کی عالمی صورت میں مسلمان مظلوم ہے اور یہود سب سے بڑے سازشی اور نصاریٰ نے عقل و فہم سے کام لینے کی بجائے دنیا کے مفاد کی خاطر نہ صرف مسلم دشمنی کے ذریعہ امن عالم کو داؤ پر لگایا.... بلکہ خود بھی ان کے دام فریب میں آکر اپنی سیاسی اقتصادی آزادی گنوا بیٹھے، ان کے دریوزہ گر اور محتاج ہوگئے......

اس لئے مسلمانان عالم کا اعزاز نبوت اور حرمت رسالت کے لئے بے چین ہونا اور بلا امتیاز ہر نبی کے مقام نبوت کے تقدس و احترام کے تحفظ کا مطالبہ کرنا ایک فطری امر ہے.....

مادیت کے اس نقطۂ عروج کے دور میں مسلمانوں کے "جذبات و احساسات" کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمسخر و استہزأ کے ذریعہ امتحان لیا گیا..... الحمدللہ! امت مسلمہ نے پورے عالم کو اپنے طرز فکر سے اور عملی اقدام سے یہ سبق دیا کہ اپنے نبی کے ساتھ کیسا جذباتی اور وجدانی تعلق ہوتا ہے..... اقوام عالم یہ سوچنے پر مجبور ہوگئیں کہ پورے عالم میں ہر مسلمان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و امی) کی ذات بابرکات کے ساتھ کیسی فدائیت و وارفتگی کا نازک تعلق ہے، جسے یہ تعبیر کرنا بے جا نہیں کہ اقوام عالم کے نام مسلمان کا ایک عملی پیغام ہے۔

اعمال و اخلاق کے انحطاط اور معاشرتی بے راہ روی کے باوجود اس نکتۂ محبت پر مشرق و مغرب، شمال و جنوب کا کوئی مسلمان نیکی کے کسی بڑے سے بڑے مقام پر ہو یا گناہ کی اتھاہ گہرائیوں میں گم ہو، مگر "محبت رسول" پر سب کچھ لٹانے کو تیار ہے۔

اور ایک سبق یہ بھی ہے کہ عام طور پر انسان اپنے کسی بڑے کے بارے میں ناپسندیدہ الفاظ سن کر جذباتی ہوجاتا ہے اور فوراً مخاطب کے بڑے کو اس سے بڑھ کر سنا دیتا ہے۔ جسے ایک حدیث شریف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پر ارشاد فرمایا: "تم اپنے ماں باپ کو گالی نہ دیا کرو۔" صحابہ کرامؓ نے ازراہ تعجب عرض کیا: یارسول اللہ! ایسا بھی ممکن ہے کہ کوئی شخص اپنے ہی ماں باپ کو گالی دینے لگے؟ فرمایا: جب کوئی شخص کسی دوسرے کے ماں باپ کو گالی دے گا تو اپنے ماں باپ کے لئے اس سے گالی سنے گا۔

انسان کی اس فطری جذباتی ہیجانی کیفیت کو دیکھا جائے تو انسانوں کے منہ سے کچھ نکل جائے بعید نہیں ہے..... الحمدللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے کسی ایک فرد سے بھی دیگر امم کے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ پورے عالم میں نہیں سنا گیا.....

الغرض پورے عالم کے پورے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں کوئی ادنیٰ شخص امت محمدیہ میں سے کسی بے ادبی اور بے جا کلمہ کا مرتکب نہیں پایا گیا..... اور امت محمدیہ کا ہر فرد مؤدب، سنجیدہ اور انتہائی متانت کی فکر و سوچ کا حامل پایا گیا..... پورے عالم کے ذرائع ابلاغ اس کے شاہد ہیں..... یہی امید دیگر اقوام سے تھی مگر:

"اے بسا آرزو کہ خاک شدہ"

(بشکریہ "ندائے رحیمیہ" ملتان)

مرزا قادیانی اور اسلامی عبادات

چوتھی قسط

شیخ راحیل احمد، جرمنی

حالات، واقعات اور دوسرے آثارات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ غالباً مرزا بشیرالدین محمود خود آگے بڑھنے کے لئے میدان تیار کررہے تھے لیکن ایک تو پاکستان بن گیا اور قادیان سے جس کو یہ دارالامان بھی کہتے ہیں، چھپ کر نکلے اور پاکستان پہنچ کر ربوہ آباد کیا۔ ایک ہی وقت میں اسرائیل اور عجمی اسرائیل قائم ہوئے۔ ربوہ میں یہ جلد فالج اور دوسری بیماریوں نے جکڑ لیا۔ غالباً اسی وجہ سے نعوذ باللہ! محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آگے بڑھنے کا پروگرام رہ گیا۔

اسی لئے (دماغی مراق کے زیراثر) مرزا قادیانی اپنے خیال میں ہر ایک سے زیادہ روحانی طور پر بلند ہوگئے۔ ''ان قدمی هذه علی منارة ختم علیها کل رفعة'' ترجمہ: میرا یہ قدم اس منارہ پر جہاں تمام روحانی بلندیاں ختم ہیں۔''

(خطبہ الہامیہ ص۳۵ خزائن ج۱۶ ص۷۰)

اور مرزا قادیانی کو مرتے وقت بھی نہ تو کلمہ ادا کرنا نصیب ہوا اور نہ ہی سننا۔ کیونکہ جو وفات کی روداد سیرت المہدی، مصنفہ پسر مرزا بشیر نے لکھی ہے اس میں کہیں بھی ذکر نہیں کہ مرزا قادیانی نے یا ان کے اردگرد جو لوگ تھے کسی نے بھی کلمہ پڑھا ہو۔

نماز:

نماز کے بارہ میں قرآن کریم میں بے شمار تاکید ہے اور اس کے علاوہ ہمیں سنت وقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارہ میں رہنمائی ملتی ہے۔ یہ موقع تفصیل میں جانے کا نہیں۔ قصہ مختصر نماز کی ادائیگی میں انسان اپنی حالت صحت اور سفر وغیرہ کے پیش نظر التزام بالاحترام کرتا ہے۔ مرزا قادیانی کے ادائیگی نماز کے کچھ طریقے پیش خدمت ہیں۔ ان سے یہ بھی ظاہر ہوگا کہ امام کے انتخاب، خود امامت کرتے ہوئے، نماز کے درمیان کیا کرتے رہے۔

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود...... فریضہ نماز کی ابتدائی سنتیں گھر میں ادا کرتے تھے اور بعد کی سنتیں بھی عموماً گھر میں

مرزا قادیانی کے لئے، نشے کی حالت میں نماز جائز ہی نہ تھی بلکہ نشہ آور چیز استعمال کرتے ہوئے نماز ادا کی

اور کبھی کبھی مسجد میں پڑھتے تھے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ حضرت صاحب نماز کو لمبا کرتے رہے یا خفیف؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ عموماً خفیف پڑھتے تھے۔'' (سیرت المہدی حصہ اول، ص۵ روایت نمبر۵، مصنفہ مرزا بشیر احمد ایم اے) سوچنے والی بات، نبی کی نماز اور بالعموم خفیف؟

''زندگی کے آخری سالوں میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عموماً باہر تشریف نہ لا سکتے تھے اس وقت اندر عورتوں میں نماز مغرب اور عشاء جمع کرکے پڑھایا کرتے تھے۔'' (ذکر حبیب، ص۴۲، مصنفہ مفتی محمد صادق) ویسے بھی مرزا قادیانی عورتوں کی صحبت میں خوشی محسوس کرتے تھے۔

اسلامی فقہ کے برخلاف ایک نئی فقہ پیش کی ہے۔ ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت المومنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اس مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیے، ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے، میں نے حضرت ام المومنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔''

(سیرت المہدی حصہ سوئم ص۶۳۷ روایت ۶۹۶)

مرزا قادیانی کے لئے، نشے کی حالت میں نماز بھی جائز ہی نہ تھی بلکہ نشہ آور چیز استعمال کرتے ہوئے نماز ادا کی۔ جیسا کہ سب کو علم ہے دوسرے کئی نشوں کی طرح پان بھی ایک نشہ ہے اور پان کے اندر استعمال ہونے والی چیزیں بھی نشہ پیدا کرنے والی ہوتی ہیں۔ دیکھیں یہاں بھی گھر کے بھیدی لنکا ڈھا رہے ہیں: ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔''

(سیرت المہدی، حصہ سوئم ص ۲۰۶، روایت ۶۳۸)

ہر شخص یہ جانتا ہے کہ درد کے دور کرنے میں نشہ والی چیز ہی مدد کرتی ہے اور جس شخص کا باپ حاذق حکیم ہو اور اس سے اس نے طب بھی پڑھی ہو تو کیا اس کو علم نہیں ہوگا؟

حدیث مبارکہ ہے کہ حبِّ اولاد اور حبِّ مال انسان کو فتنہ میں ڈال دیتا ہے۔ حبِ مال کی گواہی اس مضمون میں دوسری جگہ آ گئی ہے اور اب حب اولاد ان مسیح مہدی کے دعویدار کو کس طرح فتنہ میں ڈالتی ہے جس کا دعویٰ ہے کہ وہ دنیا کی ہدایت کے لئے آیا ہے اور حکیم نوردین صاحب کے مطابق جس کا کلمہ ہے: ''میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔'' مریدوں سے ''اپنے دین'' کو دنیا پر مقدم رکھوانے والے اور بظاہر نماز کی تلقین کرنے والے عام نماز نہیں بلکہ جمعۃ المبارک کی ادائیگی کس طرح ترک کرتے ہیں؟ مرزا قادیانی کے صحابی خاص لکھتے ہیں: ''صاحبزادہ مرزا مبارک احمد کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود حسب معمول کپڑے بدل کر عصاء ہاتھ میں لے کر جامع مسجد کو جانے کے واسطے تیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس سے گزرتے ہوئے ذرا کھڑے ہوگئے تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کا دامن پکڑ لیا اور اپنی چارپائی پر بٹھا دیا اور اُٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے اور جب دیکھا کہ بچہ اُٹھنے نہیں دیتا اور نماز جمعہ کے وقت میں دیر ہوتی ہے تو حضور نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں اور حضور کا انتظار نہ کریں۔''

(ذکر حبیب ص ۲۷۱، از مفتی محمد صادق قادیانی)

مرزا قادیانی ہی کا ایک قول پیش خدمت ہے۔ کہتے ہیں: ''سچے مسلمان بنا ہے تو پہلے بیٹوں کو مارلو۔ بابا فرید کا مقولہ بالکل صحیح ہے کہ جب کوئی بیٹا مرجاتا تو لوگوں سے کہتے کہ ایک کتورہ (کتی کا بچہ) مرگیا ہے اور اس کو دفن کردو۔'' (ملفوظات، ج ۹ ص ۱۱۵) کیا کتورہ کے لئے جمعۃ المبارک کو چھوڑا؟ اوروں کو کیا نصیحت کریں گے یہ خودساختہ مسیح اور مہدی؟ جب کہ خود......؟ اچھا اس قول کے مطابق اگر بچہ کتورہ ہے تو مرزا کا بیٹا کتورہ ہوا اور مرزا قادیانی کیا ہوا؟

نمازوں کو توڑنے مروڑنے اور ان میں بدعات پیدا کرنے میں بھی مرزا قادیانی کا کردار ہمارے سامنے ہے اور اپنے علم اور عمل سے ایسے مرید اور مثالیں چھوڑ گئے کہ بدعات کا سلسلہ چلتا رہے۔ نماز میں بجائے مسنون اسلامی دعاؤں کے

> نماز میں بجائے مسنون اسلامی دعاؤں کے مرزا قادیانی کی فارسی نظم پڑھی گئی اور مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کی مرضی کے بغیر نہیں بولتے اور جب وہ لکھ رہے ہوتے ہیں تو ان کے اندر روح القدس کام کر رہی ہوتی ہے

مرزا قادیانی کی فارسی نظم پڑھی گئی اور مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ وہ خدا کی مرضی کے بغیر نہیں بولتے اور جب وہ لکھ رہے ہوتے ہیں تو ان کے اندر روح القدس کام کر رہی ہوتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب نماز میں ان کی وحی پڑھی جانی چاہیے اور جاتی ہے۔ اس کا ذاتی تجربہ بھی ہے۔ اب بیٹے کی زبانی برادرِ نسبتی (سالا) کی گواہی پڑھیں، لکھتے ہیں: ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔'' (سیرت المہدی، حصہ سوئم ص ۶۴۴، روایت ۷۰۷) اور مرزا قادیانی نے اپنے عمل سے اس پر مہر تصدیق ثبت کردی۔

مرزا قادیانی کی زندگی میں ان کے اپنے ہی اعترافات کے مطابق ٹائلٹ کا بڑا کردار ہے حتیٰ کہ مرزا قادیانی کے مطابق ان کی نبوت کا ایک ثبوت روزانہ ٹائلٹ میں بے شمار مرتبہ اور بعض دنوں میں سوسو بار حاضری دینا بھی ہے! اس لئے مرزا قادیانی اپنا امام الصلوٰۃ بھی ایسے شخص کو بناتے ہیں جس کی نماز میں بھی ریح (پیٹ سے نکلنے والی بدبودار ہوا) کا اخراج بھی لگاتار جاری رہتا ہے۔ بیٹے کی زبانی، برادر نسبتی (سالا) کی گواہی پیش خدمت ہے، لکھتے ہیں: ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے، حضرت خلیفہ اول بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے تو بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا کہ حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں، حضور نے فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی، آپ پڑھایئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو تو نواقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔'' (سیرت المہدی، حصہ سوئم ص ۶۱۴، روایت ۶۵۴)

غالباً ٹائلٹ سے اسی محبت کی وجہ سے مرزا قادیانی کی موت بھی اسی بیماری میں ہوئی۔ لیکن کیا اس کو امام الصلوٰۃ بھی بنایا جاسکتا ہے؟ میرے خیال میں نہیں! لیکن اس پر علماء کرام ہی صحیح فتویٰ دے سکتے ہیں۔

(جاری ہے)

راہِ حق بھولا ہوا مسلمان!

مفکرِ احرار محترم جناب چوہدری افضل حق مرحوم نابغہ روزگار شخصیات میں سے ایک عظیم نام ہے، نامور ادیب اور مایہ ناز قلم کار تھے، آپ کی علمی کاوشوں میں سے ایک مقبول عام کتاب ''دین اسلام'' ہے، جسے افادۂ عام کے لئے ادارہ کی طرف سے پیش کیا جا رہا ہے۔

چوہدری افضل حق ؒ

''ولا الٰہ غیرک'' اور تیرے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں۔

شانِ جمال وجلال کی ہلکی سی جھلک گزشتہ صفحات میں بیان ہوئی۔ اس کا تقاضا ہے کہ بے ساختہ ''لا الٰہ غیرک'' زبان پر جاری ہوجائے۔ انسانی گمراہیوں کی انتہا ہے کہ خدا کے سوا کوئی کسی اور کو عبادت کے لائق سمجھے۔ عقل کارخانہ قدرت کے طول وعرض، کیف وکم، زیبائش وآسائش کی طرف اشارہ کرکے فطرت انسانی سے پوچھتی ہے کہ کوئی ہے جو خالق بحروبر کے بغیر ہماری عبادتوں کے قابل ہو۔ اب دنیا سے جہالت دور ہورہی ہے۔ ساری قومیں شرک کی تاریکیوں سے نکل چکی ہیں۔ اب تو پُرانے مشرکوں کی اولاد بھی غیر اللہ کی پرستش کرنے والے اپنے بزرگوں کے عمل کی موحدانہ تعبیر کررہی ہے۔ برنارڈ شا انگریزی مفکر نے لکھا کہ خدا کو مسیح کے بھیس میں چلتا پھرتا کوئی کیونکر مان لے، لیکن کیا قیامت ہے کہ فریبی پیروں اور جھوٹے ولیوں نے مسلمانوں کی مٹی خراب کررکھی ہے وہ مسلمانوں کی مٹی خراب کررکھی ہے، وہ مسلمانوں سے سجدے کراتے ہیں اور انہیں اپنے آگے جھکاتے ہیں، وہ اسلام کی سیدھی اور صاف تعلیم کے مقابلہ میں باتوں کے طوطے مینا بنا کر جہلاء کو اُلّو بناتے ہیں۔ اسلام کی تعلیم کو جانتے ہیں کہ یوں ہی ہے لیکن وہ عقل کا ناجائز استعمال کرکے بے وقوفوں کو گدھا بنا کر ان پر سوار رہنا اپنا فطرتی حق سمجھتے ہیں، وہ غیر ملکی حکومت کے آسرے پر بے خطر زندگی بسر کررہے ہیں، شیطان نے آخرت کا کھٹکا ان کے دل سے دور کررکھا ہے۔ اے عزیز! ذرا آنکھیں تو کھول، گردوپیش کو تو دیکھ خاک اور افلاک کو برپا کرنے والے کے بغیر بھی بھلا کوئی عقیدتوں کا مستحق ہوسکتا ہے، کفروانکار کسی کو اندھا کردے اور کوئی خدا کو نہ دیکھ سکے، یہ بھی بہت بڑی معذوری ہے، لیکن خدا کو مان کر کسی اور کو اس کے شریک سمجھ لے، یہ کفر سے بھی بہت بڑی ضلالت ہے۔

زندہ خدا کی بجائے مُردوں سے مرادیں مانگنے کا کاروبار اتنا ترقی پر ہے کہ مسجدیں ویران اور مقبروں پر میلے ہیں، مساجد جہاں رونق پر ہیں، وہ اس لئے کسی قبر کے ملحق ہیں، ورنہ مسجد میں اللہ کے عبادت گزاروں کے لئے کوئی کشش نہیں رہی، قبریں جائے عبرت تھیں، اب مقامِ عبادت ہوگئیں، پھر بھولا مسلمان پوچھتا ہے کہ توحید پرست حثیت پرستوں سے مغلوب کیونکر ہوگئے، وہ نہیں سوچتا کہ عیسائیوں نے تو تین خداؤں پر اکتفا کی تھی، یہاں ہر قبر معبود ہے زندہ خدا کو چھوڑ کر مردوں کی طرف رجوع کرنے والی قوم روحانی اور سیاسی لحاظ سے مردہ کیوں نہ ہوجائے، کہاں جہان کا پروردگار اور کہاں بے حیثیت انسان، لیکن یہ تماشا مسلمانوں میں جاری ہے کہ شان وجلال والے خدا کو انسانوں نے معطل کرکے اپنے منشا کے مطابق ولیوں اور بزرگوں کی پرستش شروع کررکھی ہے، حالانکہ نور ہدایت پیغمبر نے مسجدوں کا عمل بجز خدائے پاک کے کسی اور کو قرار نہ دیا اور انسانی عمل اور عبادت کا مرکزی نقطہ توحید باری تعالیٰ کو قرار دیا:

توحید تو یہ ہے کہ خدا حشر میں کہہ دے
یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

''اسلام کے ساتھ روابط وتعلقات'' کمیٹی

فرانس کے عیسائی پادریوں پر مشتمل بورڈ نے ملک میں آباد مسلمانوں کے ساتھ تعلقات کو بہتر اور مضبوط بنانے کی غرض سے ''اسلام کے ساتھ روابط وتعلقات'' کے نام سے ایک خصوصی کمیٹی تشکیل دی ہے، اس کمیٹی کے تحت فرانس کے ۵۰ پادریوں کے لئے ایک ہفتہ پر مشتمل ایک ایسا تربیتی کورس رکھا گیا ہے جس میں انہیں اسلام، اسلام کی تعلیمات اور مسلمانوں کے ساتھ روابط وتعلقات پر مبنی خصوصی تربیت دی جائے گی، نیز مذکورہ بورڈ کی جانب سے ہر چند ماہ کے وقفہ سے اسلامی تعلیمات کے لیکچرز کا اہتمام کیا جائے گا، جس میں فرانس کے علاوہ دیگر بڑی یورپی ملکوں سے چرچ کے پادری اس میں شرکت کیا کریں گے تاکہ انہیں اسلام اور مسلمان کو سمجھنے میں آسانی ہوسکے۔ آج یہی صورت حال ہر جگہ اپنانے کی ضرورت ہے، اگر اس طرح کی کارنر میٹنگیں، کانفرنسیں، سیمینار اور سمپوزیم رکھے جائیں اور ان میں خاص طور پر غیروں کی شرکت کو یقینی بنایا جائے اور ان کے سامنے اسلام اور رسول اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت بیان کی جائے تو ان کے دلوں میں بیٹھی ہوئی بہت سی غلط فہمیاں دور ہوں گی اور اسلام ومسلمانوں کے تعلق سے ان کے ذہن صاف ہوجائیں گے اور دعوت کاز کو بڑا فروغ ملے گا۔ انشاء اللہ العزیز!

(پندرہ روزہ ''تعمیر حیات'' لکھنؤ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حلقہ میٹروول سائٹ کی جماعتی سرگرمیاں

رپورٹ: ابراہیم حسین عابدی

کراچی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ میٹروول سائٹ کا کارواں الحمدللہ! بڑی حد تک کامیاب اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ رمضان المبارک میں جب ہر کاروباری، سیزن کا نعرہ لگا کر میدان میں کود پڑتا ہے تو ختم نبوت کا کارکن بھی کر ہمت باندھ کر نیکی کے ''سیل'' سے وافر حصہ حاصل کرنے اپنے مشن پر پہلے سے زیادہ عزم و ہمت کے ساتھ کاروانِ حق کے ساتھ جا ملتا ہے، اس کے لئے دن رات، دور و قریب، مشکل و آسان کی پروا، نہیں کرتا، محض اللہ کی رضا اور عشق مصطفیٰ کی خاطر اپنا آرام قربان کر دیتا ہے، اس کے لئے کسی انسان کی صلہ کی تمنا نہیں کرتا۔ رمضان المبارک سے قبل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں علماء کا اجلاس بلوایا گیا تھا، اس میں بھی میٹروول سائٹ کی نمائندگی بھرپور انداز میں کی گئی۔ اجلاس کا ایجنڈا تھا کہ سالانہ ختم نبوت کورس چناب نگر کے علاوہ کراچی کی سطح پر بھی ہونا چاہئے یا نہیں؟ اکثر ساتھیوں کی رائے تھی کہ ہونا چاہئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے تمام شرکاء کی رائے نوٹ کر کے محفوظ کر لی اور بتایا کہ ان شاء اللہ جلد مرکزی دفتر ملتان آپ کی آراء پیش کی جائیں گی۔ وہاں سے جو فیصلہ ہوگا اس پر سر تسلیم خم کر کے آپ کو اطلاع کر دی جائے گی۔ اجلاس میں رمضان المبارک کے حوالے سے بھی بات کی گئی۔ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ آپ میں سے ہر ایک یہ مبارک مہینہ اپنے پیارے نبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے نام وقف کر دے۔ اس ماہ میں اتنا کام کریں کہ پورے سال اس کا اثر باقی رہے، پمفلٹ تقسیم کریں، ختم نبوت کے موضوع پر علماء کرام کے بیانات منعقد کروائیں، اپنے اپنے علاقہ کی تمام مساجد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بیت المال کو مضبوط کرنے کی محنت کریں۔

حلقہ میٹروول سائٹ کراچی نے پورے رمضان المبارک ختم نبوت کا مشن جاری رکھا، مساجد میں بیانات کی ترتیب بنائی، معاونت کے لئے میٹروول سائٹ اور اطراف کی تقریباً تمام مساجد میں آوازِ حق بلند کی۔ رمضان المبارک میں گشت کا عمل بھی بڑھایا گیا، دکانداروں کے پاس جا کر انہیں ختم نبوت کا پیغام پہنچاتے اور قادیانی مصنوعات کے بائیکاٹ کا کہتے، اکثر دکاندار خندہ پیشانی سے پوری بات سن کر عمل کا یقین دلاتے، کسی کے پاس قادیانی مصنوعات ہوتی تو وہ آئندہ نہ رکھنے کا عزم کرتے اور بعض نے واپس کرنے کا عندیہ دیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارواں کے ساتھ بلدیہ ٹاؤن کے مبلغ مولانا عبدالحئی کا بھرپور تعاون شامل حال رہا، ہر کام میں راہنمائی فراہم کرتے، مساجد میں اپیل کرتے اور بیانات کا سلسلہ بھی جاری رکھتے۔

معتکفین سے ملاقات:

کراچی کی مساجد میں معتکفین کی اکثریت میں نوجوانوں کی تعداد نظر آتی ہے، بعض جگہ ان کی تربیت کے فقدان کی وجہ سے اعتکاف میں کماحقہ فائدہ نظر نہیں آتا، اس لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹروول سائٹ کراچی کی ہر رمضان میں کوشش ہوتی ہے کہ آخری عشرہ میں معتکفین ساتھیوں سے ملاقات کی جائے، ان کو ختم نبوت لٹریچر مہیا کیا جائے، بیانات کا سلسلہ رکھا جائے، امسال بھی میٹروول سائٹ کی فاطمہ مسجد، فاروق اعظم مسجد، قباء مسجد، زکریا مسجد، عثمان غنی مسجد، عمر بن خطاب مسجد، صدیق اکبر مسجد، دارالسلام مسجد اور خضر مسجد کے معتکفین بھائیوں تک ختم نبوت کا کاز پہنچایا، چند مساجد میں ختم نبوت کے موضوع کے علاوہ قرآنی عربی کورس بھی پڑھایا گیا، معتکفین ساتھیوں سے ملنے کی ترتیب حافظ محمد کے ذمہ لگائی گئی تھی۔

۱۴ر اگست کا پروگرام:

۱۴ر اگست کے پُرمسرت موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹروول سائٹ کی طرف سے پروگرام منعقد کیا گیا تھا۔ اس موقع پر پورے علاقہ میں ایک ہینڈ بل تقسیم کیا گیا، جس میں ۱۴ر اگست کے موقع پر ''دفاعِ ختم نبوت کی اہمیت'' اجاگر کی گئی تھی۔ ہینڈ بل کے الفاظ یہ ہیں:

''۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء کو مملکت خداداد پاکستان دنیا کے نقشے پر ابھرا، جس کے پس منظر میں لاکھوں مسلمانوں کی قربانیاں اور خونچکاں داستانیں رقم ہیں۔ ہزاروں بچوں، بوڑھوں اور جوانوں نے اس وطن عزیز کے لئے اپنے لہو کے نذرانے صرف اس لئے پیش کئے تھے کہ یہاں اسلام کا بول بالا ہوگا اور مسلمان آقا مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے آخری دین پر عمل کر کے اپنی دنیا کو جنت بنائیں گے۔

افسوس صد افسوس! پاکستان بن جانے کے بعد پہلا وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی کو بنایا گیا، اس طرح اسلام کے دشمن اور آقا

مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ ''قادیانیوں'' نے پاکستان پر قبضہ کرنے اور اسے قادیانی اسٹیٹ بنانے کی سازشیں شروع کردیں۔ ادھر جب امت مسلمہ کا درد رکھنے والے علماء کرام کو قادیانی سازشوں کا علم ہوا تو وہ اسلام اور پاکستان کی حفاظت کے لئے سروں پر کفن باندھ کر میدان عمل میں اترے، چنانچہ ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء میں ختم نبوت کی عظیم تحریکیں چلا کر فتنۂ قادیانیت کے طوفانِ بلاخیز کے سامنے بند باندھ دیا گیا۔

غیور مسلمانو! قادیانی لابی آج بھی اسلام اور پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے اور سادہ لوح عوام خصوصاً نوجوانوں کو پیسے اور نوکری کا لالچ دے کر ان کا رشتہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے توڑ رہے ہیں۔

آیئے! آج یوم پاکستان کے موقع پر ہم عہد کرتے ہیں کہ نظریۂ پاکستان اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔''

استحکام پاکستان اور دفاع ختم نبوت کنونشن:

۱۸ راگست کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ڈاکٹرز، وکلاء اور ٹیچرز حضرات کے لئے ایک نشست کا انعقاد کیا گیا۔ ان کے نام جو دعوت نامہ بھیجا گیا وہ مندرجہ ذیل ہے:

''شاعر مشرق علامہ اقبالؒ نے ایک مقام پر قرآن وحدیث کی تشریح کو اپنے شاعرانہ کلام میں یوں پیش فرمایا ہے:

میری زندگی کا مقصد تیرے دین کی سرفرازی
میں اسی لئے مسلماں، میں اسی لئے نمازی

یہ اشعار ان آیات کی تفسیر ہیں جن میں جن وانس کی زندگی کا مقصد دین کی سرفرازی بتلایا گیا ہے۔ علماء کے نزدیک دین کے کاموں میں سب سے اہم کام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تاج ختم نبوت کا تحفظ ہے، کیونکہ دوسرے کام آپ کی صفات کا تحفظ ہے اور ختم نبوت کا کام آپ کی ذات کا تحفظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے آخری وقت حسرت سے فرمایا: ''کاش! میں اپنی ساری زندگی تحفظ ختم نبوت کے لئے وقف کردیتا۔''

الحمدللہ! اسی عظیم اور اصل مقصد کو مدنظر رکھتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ڈاکٹرز، وکلاء اور ٹیچرز حضرات کے لئے ایک اہم نشست منعقد کی گئی۔ اس نفسا نفسی کے دور میں ہر شخص مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ کمیت کو نہیں کیفیت کو دیکھتے ہیں۔ یقیناً تحفظ ختم نبوت کے لئے ہمارا تھوڑا سا وقت نکالنا حصول شفاعت نبوی کا ذریعہ ہوگا۔ انشاء اللہ!

چالیس روزہ سمر کیمپ:

گرمیوں کی چھٹیوں میں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء وطالبات کو درست رخ دینے کے لئے سمر کیمپ کا انعقاد کیا گیا، جس میں سو کے قریب طلبا وطالبات نے شرکت کی۔ ختم نبوت کے موضوع کے علاوہ دیگر مضامین بھی سمر کیمپ کا حصہ رہے۔ مولانا جاوید، مولانا عتیق الرحمن، مولانا فیض ربانی، مولانا عادل نے درس کے فرائض انجام دیئے، ہر اتوار کے دن اصلاحی بیان کا سلسلہ بھی رکھا گیا، جس سے مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبدالحئی مطمئن اور مولانا نورالحق نے خطاب کیا۔ رب العالمین سے دعا ہے کہ مفتی مشتاق، مفتی فیض ربانی، حافظ محمد، راقم الحروف، مولانا انعام الحق، دوست اکبر، حافظ نثار احمد، مولانا حمید اللہ اور بھائی یاسر وغیرہ پر مشتمل عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میٹرو ول سائٹ کا یہ کارواں ختم نبوت کے مشن پر دن دگنی رات چوگنی ترقی کرے۔ آمین یا رب العالمین۔ ☆☆☆

حرمِ ربانی کی مرکزیت

خانہ کعبہ اس دنیا میں عرش الٰہی کا سایہ اور اس کی رحمتوں اور برکتوں کا نقطۂ قدم ہے، یہ وہ آئینہ ہے جس میں اس کی رحمت وغفاری کی صفتیں اپنا عکس ڈال کر تمام کرۂ ارض کو اپنی شعاعوں سے منور کرتی ہیں، یہ وہ منبع ہے جہاں سے حق پرستی کا چشمہ ابلا اور اس نے تمام دنیا کو سیراب کیا، یہ روحانی علم ومعرفت کا وہ مطلع ہے جن کی کرنوں نے زمین کے ذرہ ذرہ کو درخشاں کیا، یہ وہ جغرافیائی شیرازہ ہے جس میں ملت کے وہ تمام افراد بندھے ہوئے ہیں جو مختلف ملکوں اور اقلیموں میں بستے ہیں مختلف زبانیں بولتے ہیں مختلف لباس پہنتے ہیں، مختلف تمدنوں میں زندگی بسر کرتے ہیں مگر وہ سب کے سب باوجود ان فطری اختلافات اور طبعی امتیازات کے ایک ہی خانہ کعبہ کے گرد چکر لگاتے ہیں اور ایک ہی قبلہ کو اپنا مرکز سمجھتے ہیں اور ایک ہی مقام کو ام القریٰ مان کر وطنیت، قومیت، تمدن ومعاشرت، رنگ وروپ اور دوسرے تمام امتیازات کو مٹا کر ایک ہی وطن، ایک ہی قومیت (آل ابراہیم) ایک ہی تمدن ومعاشرت (ملت ابراہیمی) اور ایک ہی زبان (عربی) میں متحد ہوجاتے ہیں اور یہ وہ برادری ہے جس میں دنیا کی تمام قومیں اور مختلف ملکوں کے بسنے والے جو وطنیت اور قومیت کی لعنتوں میں گرفتار ہیں، ایک لمحہ اور ایک آن میں داخل ہوتے ہیں، جس سے انسانیت کی بنائی ہوئی تمام زنجیریں اور قیدیں اور بیڑیاں کٹ جاتی ہیں اور تھوڑے دن کے لئے عرصہ حج میں تمام قومیں ایک ملک میں، ایک لباس احرام میں، ایک وضع میں دوش بدوش ایک قوم بلکہ ایک خانوادہ کی برادری بن کر کھڑی ہوتی ہیں اور ایک ہی بولی میں خدا سے باتیں کرتی ہیں، یہی وحدت کا وہ رنگ ہے جو ان تمام مادی امتیازات کو مٹا دیتا ہے جو انسانوں میں جنگ وجدل اور فتنہ وفساد کے اسباب ہیں، اس لئے یہ حرم ربانی نہ صرف اس معنی میں امن کا گھر ہے کہ یہاں ہر قسم کی خونریزی اور ظلم وستم ناروا ہے، بلکہ اس لحاظ سے بھی امن کا گھر ہے کہ تمام دنیا کی قوموں کی ایک برادری قائم کرکے ان کے تمام ظاہری امتیازات کو جو دنیا کی بدامنی کا سبب ہیں، مٹا دیتی ہے۔ (علامہ سید سلیمان ندوی)

اسلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لا نبی بعدی

تاجدارِ ختمِ نبوت زندہ باد

32 ویں دو روزہ سالانہ عظیم الشان ختمِ نبوۃ کانفرنس

مسلم کالونی چناب نگر

بتاریخ 24-25 اکتوبر 2013 جمعرات جمعۃ المبارک

زیر صدارت
حضرت اقدس مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم
شیخ الحدیث
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر سرپرستی
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب دامت برکاتہم
استاذ المحدثین
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

زیر نگرانی
حضرت مولانا صاحبزادہ خواجہ عزیز احمد صاحب مدظلہ
نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

عنوانات

توحید باری تعالیٰ جل شانہ

سیرت خاتم الانبیاء ﷺ

عقیدہ ختم نبوۃ

حیات عیسیٰ علیہ السلام

عظمت صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم

اتحادِ امت

اور ظہور مہدی جیسے اہم موضوعات پر علماء، مشائخ، قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے۔ اہل اسلام سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر ضلع چنیوٹ

ملتان 061-4783486
چناب نگر 047-6212611
لاہور 0300-4304277